مسافتیں

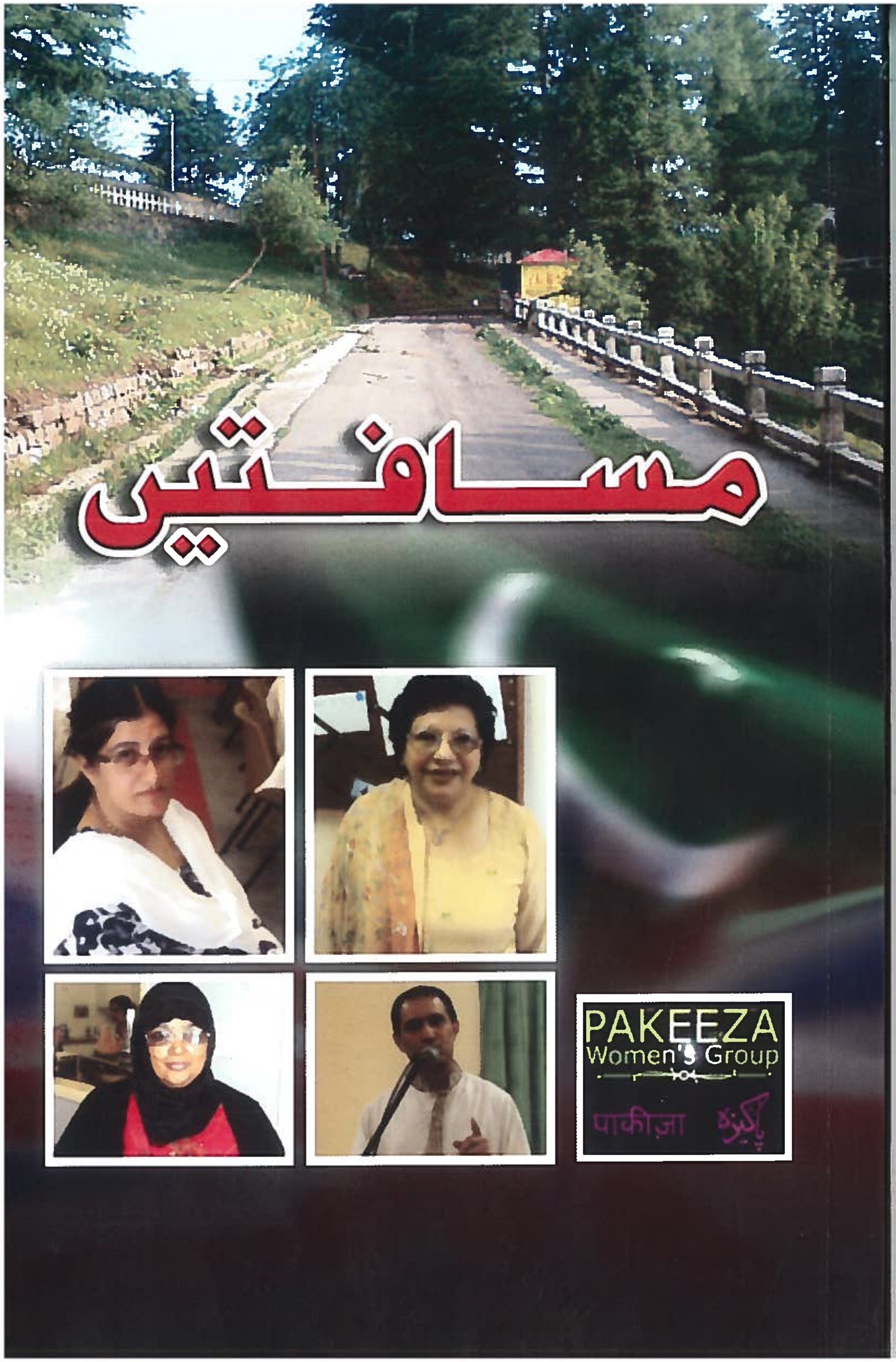

مسافتیں

ڈاکٹر عبدالکریم شکورؔ

رئیس اکیڈمی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:	مسافتیں
اشاعت:	جولائی 2012ء
ناشر:	آغا نثار
تعداد:	1000
سرورق:	آغا نثار
کمپوزنگ:	عمران شناور

ابتداء

رئیس اکیڈمی کا قیام برطانیہ میں 1993ء میں عمل میں آیا۔ اب تک 100 سے زائد پراجیکٹ مکمل ہوئے ہیں اور جوش وخروش میں کمی نہیں آئی ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں مختلف آرگنائزیشن نے ہم سے تعاون کیا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اکیڈمی کی طرف سے ان تمام گروپ اور افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تعاون کیا۔

اپنی بات میں زاہد ظفر کے چند اشعار پر کروں گا! اور پھر ایک واقعہ سناؤں گا۔

اچھے تھے یا برے تھے مسافر چلے گئے
کچھ دیر سانس لے کے مسافر چلے گئے
جوگی تھے یا وہ روگی خُدا جانتا ہے بس
آنکھوں سے نیند لے کے مسافر چلے گئے
گلشن میں آگئے ہیں نئے موسموں کے لوگ
پچھلی رُتوں کے سارے مسافر چلے گئے
صحرا میں تو سراب تھے لیکن یہ کیا ہُوا
ساحل سے اُٹھ کے پیاسے مسافر چلے گئے

والا اس کے دائیں بائیں ذاتی مفادات کے یہ پجاری چہروں پر مصنوعی مسکراہٹیں چپکائے ضرور دکھائی دیں گے۔ کبھی یہ مشیروں کی کرسی پر جھولتے نظر آئیں گے اور کبھی وزارتوں کے مزے لیتے دکھائی دیں گے۔ عوام ان کا تعلق کسی سیاسی پارٹی سے بھی سمجھتے ہیں تو یہ ان کی بذلہ سنجی ہے۔ یہ کسی پارٹی کے جھنڈے تلے بیٹھے بھی ہوں تو شکرے کی طرح ان کی نظریں ہمیشہ وزنی پلڑے پر ہوتی ہیں۔ جس طرح کھیل کے میدان میں گیند اور فٹ بال کا کوئی مقام نہیں ہوتا اسی طرح سیاست میں ان کا کوئی پکا ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ یہ ''اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اور اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے'' کی سچی تصویر ہوتے ہیں۔ انہوں نے وقت کے ساتھ ساتھ ست رنگے آئینے ایجاد کر لیے ہیں۔ یہ حکمرانوں کو وہی تصویر دکھاتے ہیں جو وہ دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

پیش لفظ

چوہدری محمد افضل/صدر رئیس اکیڈمی

''مسافتیں'' ایک ایسا پراجیکٹ تھا جس کے تحت رئیس اکیڈمی نے مختلف آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر کام کیا اور راچڈیل میں موجود ایشیائی بزرگوں سے ان کی زندگی کے انمول لمحات کو کتاب کی شکل دی۔

اس پراجیکٹ کا مقصد ایشیائی بزرگوں کے ان لمحات کو قید کرنا تھا جن میں وہ برطانیہ ہجرت کر کے آئے تھے۔

اس سلسلے میں جن آرگنائزیشن کا تعاون ہمیں ملا ان کے نام انگریزی کے حصے میں ہیں۔

اس پراجیکٹ میں جن رضا کاروں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ان کے نام بھی انگریزی کے حصے میں ہیں۔

اس کتاب میں کچھ کہانیاں اپنے ساتھ حقیقی نام لیے ہوئے ہیں اور کچھ کہانیوں میں فرضی نام ہیں۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ غلطیاں نہ ہوں مگر آپ کسی صفحہ پر کچھ محسوس کریں تو ہم سے رابطہ کریں ہم دوسرے ایڈیشن میں اس غلطی کو دور کریں گے۔

مجھے اس موقع پر صابر رضا کی ایک نظم یاد آ رہی ہے جو ہمارے پراجیکٹ کی تصویر کا

ایک رخ ہے۔

صابر رضا، اچھا شاعر ہی نہیں ہے، ایک اچھا دوست بھی ہے اور انسان بھی ہے۔

برطانیہ میں مشاعرے کی بنیاد ڈالنے والوں میں صابر رضا کا نام بھی شامل ہے۔

دیکھیے کتنی خوبصورت نظم ہے۔ صابر رضا نے لکھا ہے:

ہجرتوں میں نجات

پنچھیو! اڑتے رہو، اڑتے رہو
جب تلک دم خم ہے تم اڑتے رہو
اپنی سانسیں بھر کے بال و پر میں تم
میری سرحد سے نکل جاؤ کہیں
سب درختوں پر ہی عزرائیل نے
موت کے پھیلا دیئے ہیں جال سے
منتظر ہیں گھونسلے خالی مگر
درسِ عبرت مجھ سے تم حاصل کرو

آشیانے اور بن جائیں گے، پر
زندگی تعمیر نہ کر پاؤ گے!
میری صورت گھر کے لالچ میں رضا
یاد رکھو! تم سبھی مر جاؤ گے

ہے بجا یہ ہجرتیں بھی روگ ہیں
اس زمیں کی بے بسی سوچو ذرا
ہے یتیمی جس سے دوری بھی مگر
کاتبِ تقدیر پہ شاکر رہو

زندگی میں جب کبھی موقع ملے
آ کے کرنا گھونسلے آباد تم
سہہ نہ پاؤ گے ابھی بیداد تم

میں ہوا میں پرفشاں اک تیر ہوں
جس کو آزادی کماں نے بخش دی
جبر کے سینے میں جو گڑنا ہی ہے
میں تو ہوں انساں مجھے لڑنا ہی ہے

پر نکل جاؤ، یہاں سے دور تم
لے چلے جس سمت بھی پاگل ہوا
دوش پہ اس کے سدا مڑتے رہو
پنچھیو! اڑتے رہو، اڑتے رہو

رضیہ شمیم (ایم بی ای)

میں 1966ء میں برطانیہ آئی تھی، میری شادی ہو چکی تھی، راچڈیل میں میرا پہلا گھر تھا۔ میں شروع ہی سے سوشل ورک سے دلچسپی رکھتی تھی۔

مجھے سب سے پہلے جو تجربہ ہوا وہ اسکول میں گورنر بننے کا تھا، میں تقریباً 7 سے زائد سکولوں میں گورنر رہ چکی ہوں۔

1986ء میں ایک ریسرچ کے نتیجے میں آشیانہ ہاؤسنگ کی میں چیئر پرسن بنی اور تیرہ سال تک میں اس عہدہ پر رہی۔

1973ء میں مجھے REC کے چیئر پرسن کا عہدہ ملا۔

ہیلتھ اتھارٹی یعنی فیملی سروس یونٹ سے میرا تعلق 23 سال رہا۔ اس کے علاوہ MIND اور دوسرے اداروں سے بھی میں وابستہ رہی ہوں۔ اپنی عمر کا ایک حصہ میں نے Age Concern کے ساتھ وابستہ رہ کر گزارا۔ میرا مقصد اپنے لوگوں کے مسائل کو حل کرنا تھا، ہے اور رہے گا۔ آج کل میں ایک گروپ کو لے کر چل رہی ہوں جس کا نام پاکیزہ ہے۔ اگر ماضی کو دیکھوں اور حال کی طرف آؤں تو مجھے ایک نظم یاد آتی ہے جو راچڈیل کے ایک پروگرام میں کمانڈر (ر) محمد بشیر صاحب نے سنائی تھی۔

وہ میرا گاؤں تھا اس کے بڑے مشہور میلے تھے
زندگی مسکراتی تھی وہاں خوشیوں کے ریلے تھے

وہاں فصلیں ہی فصلیں تھیں وہاں پُر آب تھی نہریں
بچپن تھا آزادی تھی بڑوں کے پیار کی لہریں
دھواں چھا جاتا تھا ہر شام کو کچے مکانوں پر
پرندوں کی قطاریں لوٹ آتی تھیں ٹھکانوں پر
حیات و موت میں سب ہی اکٹھے ہو کے چلتے تھے
ہوائیں تیز تھیں لیکن چراغ پھر بھی جلتے تھے
مہیا ہوتے رہتے تھے سامان دل لگانے کے
کبڈی نوجوانوں کی اکھاڑے پہلوانوں کے
وہاں اودھم مچاتے تھے دن کو رات کرتے تھے
اکٹھے جب بھی ہوتے تھے سبھی اک بات کرتے تھے
ولایت ملک ہے یارو وہاں ایسا ہے ویسا ہے
وہاں کے لوگ گورے ہیں وہاں پر بہت پیسہ ہے
وہاں جو بھی گیا اس نے وہاں کوئی گیم کر لی ہے
سنا لمبڑ کے لڑکے نے وہاں پر میم کر لی ہے
بسوں کی کمپنی میں ایک ڈبہ لے لیا اس نے
پتہ ہے راجپوتوں کا مربع لے لیا اس نے
جٹوں کے پاس بھی کوئی باہر کی دولت پوشیدہ ہے
انہوں نے بورے والہ میں کوئی آڑھت گھر خریدا ہے
انہوں نے حضرتِ اقبال سے رشتہ جتایا ہے
ابھی اک گلشن اقبال میں بنگلہ بنایا ہے
اکو ماچھی کے لڑکے نے بڑا ہی غضب ڈھایا ہے
کہ اس نے ماچھی والا میں بڑا سا گھر بنایا ہے

مثالیں اسی طرح کی میرے دل کو کھاتی رہتی تھیں
وطن کو چھوڑ جانے پر مجھے اکساتی رہتی تھیں
جو دن میرا مقدر تھے وہاں پر جی لیے میں نے
پتھر دل پر رکھا اور آنسو پی لیے میں نے
میں چھوٹے بہن بھائیوں کو بلکتا چھوڑ آیا تھا
سبھی بچپن کی یادوں سے میں ناطہ توڑ آیا تھا
وہاں اب کیسے رُکتا دوست و احباب کی خاطر
میں پتھر ہوگیا تھا ایک اپنے خواب کی خاطر
بچپن کو وہیں چھوڑا جہاں اک موڑ آیا تھا
میں اپنی ماں کو رستے میں روتی چھوڑ آیا تھا
یہاں آتے ہی ہجرت کے نظارے مل گئے مجھ کو
اس کڑوی حقیقت کے اشارے مل گئے مجھ کو
بنا محنت کسی بھی دیس میں چولہے نہیں جلتے
کسی بھی ملک میں پیسے درختوں پر نہیں لگتے
عظیم اس ملک کو تو علم و محنت نے بنایا تھا
اسی دن سے کڑی محنت کو پھر تکیہ بنایا تھا
ساتھی تھے اک کمرے میں ڈیرا کر لیا ہم نے
شاہیں تھے چٹانوں میں بسیرا کر لیا ہم نے
یہ محنت کا سفر تھا کوئی منزل نہ کنارا تھا
نہ کوئی رات اپنی تھی نہ کوئی دن ہمارا تھا
سرد راتوں کو اٹھ کے کام کرنے جانا پڑتا تھا
آدھی رات کو سیلر سے کوئلہ لانا پڑتا تھا

سکوں لینے نہ دیتی تھی مسلسل جہد کی دھرتی
میں اپنا خود ملازم تھا میں اپنا خود ہی باورچی

☆☆☆

یہاں بھی حیلے وافر تھے بشر کی دل آزاری کے
رتیں ننگے درختوں کی او رموسم برف باری کے
اندھیرے موسموں کی شام جب دل کو ستاتی تھی
وطن کی چاندی جیسی دھوپ مجھ کو یاد آتی تھی
مجھے ساتھی وہاں پر ہنستے بستے یاد آتے تھے
مجھے پگڈنڈیاں کھیتوں کے رستے یاد آتے تھے
میں کیسے بھول جاتا دیس کی تاروں بھری راتیں
ہمیشہ یاد آتی تھیں مجھے ساون کی برساتیں
مجھے ان پیار کے رشتوں کا کھونا یاد آتا تھا
مجھے وہ ماں کا رستے میں رونا یاد آتا تھا
پرائے دیس میں دکھ کے مداوے کم ہی ہوتے ہیں
بہت کم ساتھ چلتے ہیں بہت کم مل کر روتے ہیں
بیوی آئی تو پھر دل کو کامل کر لیا میں نے
اذیت کے سفر میں اس کو شامل کر لیا میں نے
وہ مل کر ہستی رہتی تھی اکیلی روتی رہتی تھی
وچھوڑے نئے تھے آنکھوں سے بارش ہوتی رہتی تھی
ہم مل کر کام کرتے تھے مل کر لڑتے رہتے تھے
اپنے خواب چن چن کر اکٹھے کرتے رہتے تھے

ہوا بھی چلتی رہتی تھی شمع بھی جلتی رہتی تھی
چہ چہ ہوتی رہتی تھی پر گاڑی چلتی رہتی تھی
پاکستان سے لمبے سندیسے ملتے رہتے تھے
میں خود مجبور تھا پر ان کو پیسے ملتے رہتے تھے
وہاں پیسوں کی آمد کے حساب جڑتے رہتے تھے
یہاں طوفان میں غالب کے پرزے اڑتے رہتے تھے
کس کس جگہ پر رکھے ہیں خونِ دل کے نذرانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
اس لمبے سفر میں ساتھی تھی میری رحمتِ یزداں
میرے انتھک بازو اور میری ہمتِ مرداں
جسم محنت کی سولی چڑھ گیا وہ تو گنوایا تھا
پر اپنی روح کو آلودہ ہونے سے بچایا تھا
یہاں دونوں نے مل کر ایک اپنا گھر سجایا تھا
انگلستان کو ہم نے وطن اپنا بنایا تھا
حساب میں نے نہیں رکھا کہ کیا کھویا اور کیا پایا
مگر بیٹے تجھے میں علم کی دہلیز پر لایا
تیرے اطراف میں حلقہ ہے دیدہ ور نگاہوں کا
یہاں ایک جال سا پھیلا ہے روشن درس گاہوں کا
حصولِ علم کی خاطر حدودِ چین تک جاؤ
یہ ختم الرسل کا کہنا ہے گر دل سے سمجھ پاؤ
علم کی روشنی لے کر نیا اک باب پیدا کر
یہ دنیا عالم اسباب ہے اسباب پیدا کر

علم حاصل کرو اس حکم کی تعمیل کرنی ہے
جو میں نہ کر سکا اس کام کی تکمیل کرنی ہے
ملک کا نام روشن کر تو اپنا نام پیدا کر
بقول اقبال اپنے نئے صبح و شام پیدا کر
اگر یہ کر سکو تو حدفِ منزل جا لیا میں نے
سب کچھ مل گیا مجھ کو سب کچھ پا لیا میں نے
اگر یہ نہ ہوا پیارے تو سب کوشش ہی غارت گئی
میری منزل رہی کھوٹی میری محنت اکارت گئی

میں اپنی بات اس نظم پر ختم کرتی ہیں۔

شکیل احمد

میرا نام شکیل احمد ہے۔ میں پاکستان کے شہر میر پور میں پیدا ہوا اور میر پور سکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ 1947ء تقسیم ہندو پاک کے وقت میں بہت کم عمر تھا۔ اس لیے اس وقت کے واقعات کے بارے میں اتنا کچھ یاد نہیں ہے۔

پہلی مرتبہ پاکستان سے باہر انگلینڈ کا سفر کیا۔ اس سے پہلے کہیں نہیں گیا تھا۔ سفر اچھا تھا۔ پاکستان میں اس سے پہلے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ روپے کمانے کے لیے انگلینڈ آیا تھا سب سے پہلے راچڈیل کو منتخب کیا۔

جب انگلینڈ آیا تو زبان کا مسئلہ تھا لیکن زبان سیکھنے کے لیے کہیں نہیں گیا تھا بلکہ میرے دوست ہی میری مدد کر دیتے تھے۔ سب سے پہلے میں نے ایک دھاگے کی فیکٹری میں کام شروع کیا۔ جب میں یہاں آیا تو یہاں پر بہت زیادہ ٹھنڈ تھی میں پاکستان میں باریک کپڑے پہنتا تھا اور جب یہاں آیا تو یہاں پر لمبے کوٹ اور جرسی اور جمپر پہننے پڑے۔ میری فیملی پاکستان میں تھی۔ انگلینڈ اور پاکستان میں بہت زیادہ فرق ہے اور اس وقت اب میں بہت زیادہ فرق آگیا۔ پہلے چیزیں بہت سستی ہوتی تھیں اور اب چیزیں بہت مہنگی ہو چکی ہیں۔

یہاں پر زندگی بہت مصروف تھی۔ صرف جمعہ کے دن نماز پڑھتے تھے اور ہمارے گھر کے پاس ایک مسجد تھی۔

فارغ وقت میں اپنے دوستوں کے ساتھ کارڈز کھیلتا تھا۔ اب فارغ وقت میں پاکستان کی زندگی کو یاد کروں تو وہاں زندگی ٹھیک تھی لیکن غربت تھی۔ یہاں کی نسبت وہاں پر زندگی آسان تھی اور اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ اب ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔ اپنی زندگی سے مطمئن ہوں لیکن اب بھی اپنا وطن پاکستان ہی کو سمجھتا ہوں۔ ہم نے روپیہ پیسہ حاصل کر لیا لیکن اپنی ثقافت مذہب اور شخصی آزادی سے دور ہو گئے۔

نادرانصیر

میرا نام نادرانصیر ہے۔ میں پاکستان میں بہاول پور کے پاس ایک گاؤں میں پیدا ہوئی تھی وہاں پر میرے نانا اور نانی کا گھر تھا۔ میں سکول پڑھتی تھی۔ میرے سسرال والے بمعہ میرے خاوند کے یو کے آکر راچڈیل میں مقیم ہوگئے تھے۔ 1980ء میں پاکستان شادی کرنے گئے تو میرے نام کا انتخاب کیا۔ شادی کے وقت عمر اٹھارہ سال تھی۔ شادی کے بعد برطانیہ آگئی۔ سفر بہت اچھا تھا۔ اور فیملی ادھر ہونے کی وجہ سے ہم بھی راچڈیل آکر مقیم ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے حوالے سے کچھ یاد نہیں ہے جو کچھ لوگوں سے سنا اور جو کچھ کتابوں میں پڑھا وہ سب کچھ یاد ہے۔ شادی پاکستان میں ہوئی اور شادی کے بعد ادھر منتقل ہوئے ادھر آکر بھی تعلیم حاصل کی تھی۔ شروع میں ادھر آکر کچھ اچھا نہیں لگا لیکن بعد میں عادت پڑگئی ہے۔

راچڈیل آکر بس گئے کوئی جاب نہیں کی بلکہ گھریلو کام کاج کرتی تھی۔ ادھر آکر حلال کھانے اور پاکستانی لباس اور کپڑے مل جاتے تھے۔ ادھر آکر بھی ملنا ملانا بہت محدود تھا۔ راچڈیل میں مسجد تھی اور فارغ اوقات باہر بھی جاتے تھے۔

پاکستان آنے سے پہلے وہاں بہت مزے کی زندگی تھی۔ جہاں پر رہتے ہیں وہی اصل وطن ہے لیکن جو رشتے دار چھوڑ کر آئے ہیں ان کو ملنے کے لیے پاکستان جاتے ہیں۔

سعدیہ مرزا

میرا نام سعدیہ مرزا ہے اور میں پاکستان میں پیدا ہوئی تھی۔ پڑھنے کے لیے پاکستان میں سکول جاتی تھی اور تقسیمِ ہند کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں تھا۔ ہاں کتابوں میں پڑھا اور لوگوں کے زبانی سنا تھا۔ چودہ سال سے کم عمر تک سکول گئی تھی۔ میرے والدین انگلینڈ میں رہتے تھے اور پھر میں بھی برطانیہ آگئی۔ سفر بہت مشکل تھا اور پہلے پہل سب کچھ بہت عجیب لگتا تھا۔ سب سے پہلا گھر راچڈیل میں بنایا تھا۔ میرے والد صاحب بھی سلائی کرتے تھے ان کے ساتھ میں نے بھی سلائی کا کام کیا۔ میں اردو اور پنجابی زبان جانتی ہوں۔ جس وقت برطانیہ آئی تو کھانا حلال مل جاتا تھا۔ اور راچڈیل میں اس وقت مسجد ہوتی تھی جہاں پر لوگ نماز پڑھنے کے لیے جاتے تھے اور ان دنوں میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہ تھی لیکن سکول میں جانے کی وجہ سے میں دوست بنالیتی تھی۔

انگلینڈ آنے سے پہلے میرا بچپن تھا اور پاکستان کی زندگی بھی اور طرح کی تھی۔ آج کل میں اپنی والدہ کی دیکھ بھال کرتی ہوں اور پاکستان کی زندگی کو بہت زیادہ یاد کرتی ہوں۔

میرے بہن بھائی چچا پاکستان میں ہے اور باقی فیملی انگلینڈ میں بھی ہے اس لیے دونوں ہمارے وطن ہیں۔

نسرین

میں پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں 1974ء کو پیدا ہوئی۔ میں نے پاکستان سے پرائمری اور ہائی سکول تک تعلیم حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے لمبے عرصے کے بعد میری پیدائش۔ اس لیے اس وقت کے واقعات کتابوں میں پڑھے ہیں اور لوگوں سے اس بارے میں سنا ہے۔ شادی پاکستان میں ہوئی شادی کے بعد یوکے آ گئی اور جہاز کا سفر بہت اچھا لگا کیونکہ پہلی مرتبہ سفر کیا تھا۔ یہاں آ کر بھی چھوٹے کورس کیے ہیں۔ ادھر آتے ہوئے تھوڑا ڈر تھا کیونکہ نئے لوگ اور نئے ملک نئی جگہ جانا تھا۔ اس لیے تھوڑی ہچکچاہٹ تھی۔ یوکے آ کر میں نے فیکٹری میں عورتوں کو سلائی سکھائی جب فیکٹری میں کام کیا تو دوست بہت زیادہ بنائے تھے۔ میں اردو پنجابی اور انگلش بول لیتی ہوں۔ شادی اچھی طرح اور بچوں کی پرورش بھی اچھی طرح کی۔ میرے سسرال والے میرے ساتھ تھے۔ راچڈیل میں مسجد تھی لیکن میں مسجد نہیں جاتی تھی۔ میں سوشل پروگرام دیکھتی ہوں اور انجوائے کرتی ہوں۔

پاکستان آنے سے پہلے زندگی بہت اچھی تھی۔ اب میں ادھر رہتی ہوں پاکستان میں میرے ماں باپ بہن بھائی ہیں اور انگلینڈ میں میرے خاوند بچے پوتے اور پوتیاں ہیں۔ میں ساس بھی ہوں اور دادی بھی ہوں اور ہم خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب کچھ عطا کر رکھا ہے۔

جمیلہ خان

میرا نام جمیلہ خان ہے۔ میں 19 ستمبر 1934ء میں میرپور پاکستان میں پیدا ہوئی۔ سکول اس وجہ سے نہ جا سکی کیونکہ سکول ہمارے گھر سے بہت دور تھا۔ میری یادداشت اتنی اچھی نہیں ہے کہ قیامِ پاکستان کے بارے میں اتنا کچھ یاد نہیں ہے۔ پاکستان کے علاوہ کہیں اور جانے کا کبھی موقع نہیں ملا تھا۔ 1952ء میں میری شادی ہو گئی۔ میرے پاس دو بچے تھے اور تیسری بار میں پھر امید سے تھی جب میں انگلینڈ آئی اور راچڈیل کو اپنا مسکن بنایا کیونکہ خاوند نے راچڈیل کو اپنے لیے منتخب کیا تھا۔ پہلی مرتبہ جہاز سے سفر کیا تھا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ تھوڑا سا ڈر بھی تھا لیکن سب کچھ اچھا لگ رہا تھا۔

واقعات اس طرح سامنے آتے ہیں کہ انسان یادوں سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے جن دنوں میں راچڈیل آئی بہت زیادہ ٹھنڈ تھی اور برف باری ہو رہی تھی۔ میں بہت زیادہ شرمیلی تھی اور دوسری بات مجھے انگلش بولنی نہیں آتی تھی اور باہر جانے میں بہت زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور یہاں آکر بھی مجھے انگلش پڑھنے کا موقع نہ مل سکا اور یہاں آکر میں نے بچوں کی دیکھ بھال اور گھر کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ اور گھر سے باہر نکل کر کام کیا اور اب تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب تو بوڑھی ہو چکی ہوں۔

جب پاکستان چھوڑا تو اس وقت بہن بھائی پیچھے چھوڑ کر آئے تھے تو سب بہت یاد آتے تھے اور اب بھی کبھی یاد آتے ہیں۔

میرے خاوند کا گھر کا کھانا پسند تھا اور میں گھر میں ہی کھانا تیار کرتی تھی۔ میری نند بھی ہمارے ساتھ رہتی تھیں اور ایک وقت میں کھانا پسند اور دوسرے وقت میں پسند نہ کرتی تھیں اور ہمارے دونوں کے ملا کر بچے زیادہ تھے تو اس وقت ہم نے الگ الگ ہونے کا فیصلہ کیا اور علیحدہ رہنا شروع کر دیا۔ ہمارے گھر کے پاس مسجد تھی لیکن عورتیں کم ہی مسجد میں جاتی تھیں۔ اس لیے میرا دل پریشان ہو جاتا تھا کیونکہ میرے پاس کرنے کے لیے کچھ نہ تھا اس لیے میں گھر پر زیادہ ٹائم گزارتی تھی۔ اس کے علاوہ ہمسائیوں سے گپ شپ لگا لیتی۔

انگلینڈ آنے سے پہلے میرے خاوند مجھے پیسے نہیں بھیجتے تھے اور وہ وقت بہت اداس کر دیتا ہے لیکن اب وہ ہمارا خیال رکھتے ہیں اور یہاں آکر بس گئے اور اس ملک کو اپنا ملک بنا لیا ہے اور جہاں پر رہتے ہیں وہی ان کا ملک ہوتا ہے۔

سلیم احمد

میرا نام سلیم احمد ہے۔ میں یکم جنوری 1934ء میں پاکستان میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اُدھر سے حاصل کی۔ 1947ء میں جب تقسیم ہوئی اس وقت میں نوجوان تھا مجھے یاد ہے کہ جب انڈیا اور پاکستان الگ ہوئے تو کہرام برپا تھا۔ زخمیوں کی آہ و پکار اور رونے کی آوازیں تھیں اور جہاز بم گرا رہے تھے اور ٹرینیں لاشوں اور زخمیوں سے بھری آ رہی تھیں ہم لوگ بھاگ رہے تھے اور چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔

1952ء میں میری شادی ہوئی۔ گھریلو حالات اتنے نہیں تھے اور کام کی تلاش میں ہجرت کرنے کا سوچا کیونکہ ہماری مقدس کتاب قرآن پاک میں ہے کہ اگر تلاشِ رزق میں ہو تو ہجرت کر جاؤ۔ زندگی میں کہیں اور جانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ پہلی مرتبہ جہاز پی آئی اے سے سفر کیا اور 25 پونڈ کی ٹکٹ خریدی اور انگلینڈ پہنچ گئے۔ سب سے پہلے برمنگھم گئے۔ وہاں کام تلاش کرتے رہے لیکن کام نہ ملا۔ اس کے بعد میں بورٹن چلا گیا اور وہاں پر اینٹیں بنانے والے بھٹے پر کام کیا۔ وہ کام بھی ختم ہو گیا تو کام کی تلاش میں راچڈیل چلا آیا۔

یہاں آ کر بہت زیادہ مصروفیت ہو گئی۔ نماز پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ راچڈیل میں ایک ہی مسجد تھی۔ ہم 28 لوگ ایک گھر میں رہتے تھے اور گھر کا کرایہ 10 شلنگ تھا اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ پبلک سوئمنگ پول میں نہانے جاتے تھے۔ جس وقت

میں انگلینڈ آیا تھا مجھے انگلش بولنی نہیں آتی تھی۔ اپنی بات سمجھانے کے لیے اشاروں کنائیوں سے کام لینا پڑتا تھا۔ اس وقت کے لوگ بہت اچھے تھے اور میرے ساتھ بہت تعاون کرتے تھے۔ بعد میں اپنی بیوی اور بچوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔

پاکستان آنے سے پہلے بہت پریشانی اور تنگی تھی اور نہ خرچ کرنے کے لیے پیسے تھے اور نہ کرنے کے لیے کام تھا۔ اگر صبح کو کھانا کھا لیتے تھے تو شام کو کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور ایک روٹی کو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور پانی پی کر پیٹ بھر لیتے تھے۔

میرے خیال میں جہاں پر بسیرہ ہو وہی مسکن ہوتا ہے اب میری فیملی ادھر خوشحال ہے۔ بچے اور بچوں کے بچے بھی ادھر ہیں اور ہم سب خوش ہیں۔

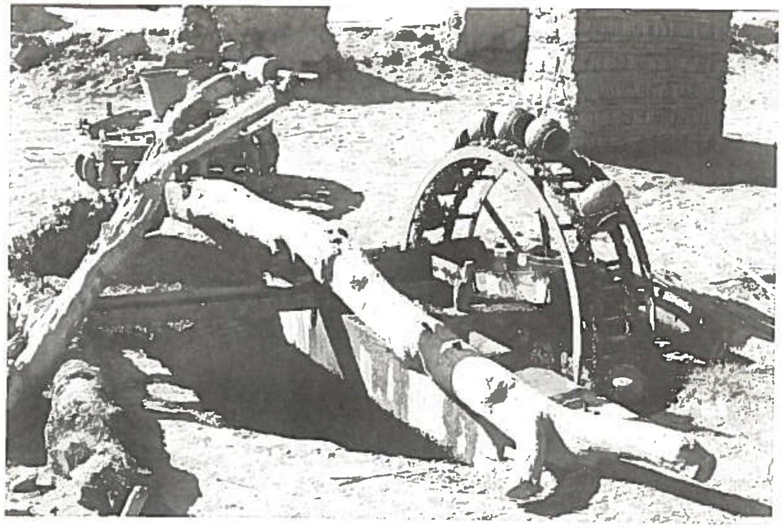

بے نام

میں بنگلہ دیش میں 1951ء کو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے اپنی تعلیم بنگلہ دیش سے اُچیل کالج سے حاصل کی۔ میں برطانیہ اس لیے آئی کیونکہ خاوند یہاں پر ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ میں بھی ان کے پاس آگئی۔ میں نے اپنے پہلے سفر کو بہت زیادہ انجوائے کیا۔ اگست کے مہینے میں ادھر آئی اور میں بہت زیادہ خوش تھی۔ کیونکہ میں اپنے خاوند کے پاس آگئی تھی۔ لیکن میں اپنے ماں باپ کو وہیں چھوڑ آئی تھی۔ میری شادی بنگلہ دیش میں بہت وسیع پیمانے پر ہوئی اور ولیمہ بھی بہت اعلیٰ اور وسیع پیمانے پر ہوا۔ 600 مہمانوں نے شرکت کی تھی۔ ادھر آ کر ہر چیز مختلف لگی۔ یہاں کا کلچر' یہاں کے گھر' سڑکیں اور بول چال ہر چیز مختلف لگی۔ برطانیہ آ کر بھی برے میں ایک ادارے میں پڑھنے گئی۔ مجھے انگلش بولنی آتی تھی۔ اِدھر مجھے انگلش سمجھنے میں کچھ مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ ادھر کا Accent مختلف تھا۔

سب سے پہلے ہم نے Preton میں رہائش کی۔ اس کے بعد راچڈیل میں منتقل ہوگئے کیونکہ میرے خاوند کے رشتہ دار ادھر رہتے تھے۔ میں فیملی پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں جانب شروع کی اور مادری زبان بنگالی ہے ادھر حلال دکانیں تھیں میں ساڑھی باندھتی تھی اور بعض اوقات ویسٹرن کپڑے پہنتی تھی۔

بہت زیادہ لوگ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ خود کام کرتے تھے اور بعد میں اپنی فیملی کو

بلا لیتے تھے۔ کچھ لوگوں نے اور ہم نے یہاں پر ایک مسجد بنائی۔ میرے خاوند ڈاکٹر تھے اور پارٹیاں ہوتی رہتی تھیں اور ہم ان پارٹیوں میں جاتے تھے۔ میں اب بھی اپنے ملک کو یاد کرتی ہوں کیونکہ میری فیملی وہیں رہتی ہے۔ اور میری بنگلہ دیش کی زندگی بہت اچھی تھی۔ اب میں ریٹائرڈ زندگی گزار رہی ہوں۔ برطانیہ میرا وطن ہے کیونکہ میں ادھر رہتی ہوں اور میری ساری فیملی رہتی ہے۔

عبدالرشید

میرا نام عبدالرشید ہے۔ میں یکم جنوری 1933ء کو میر پور پاکستان میں پیدا ہوا۔ 1947ء تقسیم ہند کے وقت اتنا بڑا نہیں تھا لیکن میں اگر یاد کرنے بیٹھوں تو مجھے یاد ہے کہ میرے والد صاحب مجھے ان تمام باتوں سے دور رکھنا چاہتے تھے لیکن بہت زیادہ دنگا فساد اور خون خرابہ ہو رہا تھا۔ بچپن اچھا اور پرسکون گزرا تھا میں سکول نہیں جا سکا۔ میری شادی پاکستان میں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے آشٹن آ کر آباد ہوا اور سب سے پہلا کام سڑکیں صاف کرنے کا تھا اور اس کے بعد بھٹے پر اینٹیں بنانے کا کام کیا۔ بعد میں میں نے اپنا کاروبار چکن شاپ بنالی اور راچڈیل میں اپنا کاروبار شروع کر لیا اور پہلے سے بہتر ہو گیا۔ پہلے پہل مجھے لوگوں کو اپنی بات سمجھانے میں مشکل ہوتی تھی لیکن بعد میں کچھ نہ کچھ سیکھنے سے آسانی ہو گئی۔ میں خود ہی کھانا پکاتا تھا۔ جب میری بیوی آ گئی تو مجھ سے بھی اچھا کھانا بنانے لگی۔ آج کی نسبت پہلے چیزیں بہت ہی سستی ہوتی تھیں۔ میں نماز پڑھنا چاہتا تھا لیکن کام کے دوران ٹائم نہیں ملتا تھا اور جب کبھی ٹائم ملتا تو دوستوں کے ساتھ بیٹھتا اور گپ شپ لگاتا اور باہر گھوم پھر لیتے تھے۔

پاکستان کی زندگی کے بارے میں سوچتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی زندگی بہت آسان تھی۔ اب میرا وطن اصل وطن پاکستان ہے جہاں میں پیدا ہوا' پلا بڑھا یہاں آنے سے ہر چیز حاصل کر لی لیکن اپنا وطن ثقافت ہر چیز پیچھے رہ گئی۔

زاہدہ خان

میرا نام زاہدہ خان ہے۔ میں 14 جون 1939ء کو میر پور پاکستان میں پیدا ہوئی۔ قیامِ پاکستان کے وقت بہت چھوٹی تھی اس لیے ان دنوں کے بارے میں اتنا کچھ یاد نہیں ہے۔ میں ان پڑھ کبھی سکول نہیں گئی تھی۔ میری شادی پاکستان میں ہوئی تھی۔ شادی کے وقت میں بہت چھوٹی تھی۔ میں اپنے خاوند کے ساتھ انگلینڈ آئی تھی۔ کیونکہ وہ پہلے سے انگلینڈ منتقل ہو چکے تھے۔ سفر اچھا تھا۔ میرے آنے سے پہلے میرے خاوند نے میرے لیے ایک گھر خریدا ہوا تھا۔ گھر چھوٹا سا تھا لیکن سستا اور خوبصورت تھا۔ میرے خاوند نے راچڈیل میں گھر خریدا ہوا تھا کیونکہ ادھر ہمارے رشتہ دار بھی رہائش پذیر تھے۔ ادھر آ کر بھی میں کسی سکول کالج پڑھنے کے لیے نہیں گئی میں گھر سے باہر اپنے خاوند کے ساتھ جاتی تھی۔ وہیں پر بات کرتے تھے اور اگر مجھے کوئی بات کرنی ہوتی تھی تو میرے خاوند اس کا ترجمہ کر دیتے تھے۔ میں نے کبھی پاکستان اور انگلینڈ گھر سے باہر کوئی کام نہیں کیا۔

میرے خاوند مجھے رقم دیتے تھے جس سے گھر کا خرچہ کرتی تھی۔ ہمارے گھر میں واشنگ مشین نہ تھی۔ میں لانڈری سے کپڑے دھو کر لاتی تھی۔ یا پھر ہاتھ کے ساتھ کپڑے دھو لیتی تھی۔ اس وقت چیزیں بہت مختلف اور سستی ہوتی تھیں۔

میں باقاعدگی سے گھر پر نماز پڑھتی ہوں کبھی نماز پڑھنے کے لیے مسجد نہیں گئی۔

میں اپنے رشتہ داروں کے علاوہ کبھی باہر کسی کے گھر نہیں جاتی۔

پاکستان کی زندگی بہت سخت تھی لیکن پھر بھی بہت اچھی لگتی تھی۔ میں پانی بھرنے کے لیے کنویں پر جایا کرتی تھی۔ لیکن مجھے بہت اچھا لگتا تھا کیونکہ میرا وطن اپنا ملک تھا۔ پاکستان ہے اور رہے گا۔

نور جہاں

میرا نام نور جہاں ہے۔ میں مظفر گڑھ 13 جنوری 1957ء کو پیدا ہوئی تھی۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے وقت میں پیدا نہیں ہوئی تھی۔ ہاں اس وقت کے حالات لوگوں سے سنا اور کتابوں میں پڑھا تھا۔ میں اپنی فیملی کے ساتھ انگلینڈ آ گئی۔ اس وقت میں کم عمر تھی۔ میرا یہ زندگی کا پہلا سفر تھا اور میں نے بہت زیادہ انجوائے کیا تھا۔ میں اپنی فیملی کے ساتھ نیوکیسل Newcastle میں رہائش پذیر ہو گئے۔ میری شادی ہو گئی اور شادی کے بعد Rochdile راچڈیل شفٹ ہو گئے۔ ادھر ہر چیز مختلف لگی۔ لوگ، رسم و رواج ثقافت ہر چیز مختلف لگی۔ یہاں آ کر مختلف کورسز کیے۔ ادھر آ کر جاب نہیں کی بلکہ میں Housewife تھی۔ میں اردو پنجابی اور انگلش بول لیتی ہوں یہاں آ کر میں نے بہت سے دوست بنائیں۔ راچڈیل میں مسجد تھی جہاں پر نماز پڑھنے جاتے تھے۔

سوشل لائف کے طور پر صرف ٹی وی دیکھتی تھی اور باہر آؤٹنگ کے لیے جاتے تھے۔ ادھر ہمیں حلال کھانا اور پاکستانی لباس مل جاتے تھے۔ جب میں پاکستان سے آئی تھی تو کم عمر تھی میری فیملی بھی ادھر منتقل ہو گئی تھی۔ برطانیہ میں رہتی ہوں۔ میری فیملی ادھر رہتی تھی۔ شادی بھی ادھر ہی ہوئی۔ میرے بچے ادھر پیدا ہوئے۔ میرے رشتہ دار ادھر رہتے ہیں۔ اس لیے برطانیہ میرا دوسرا وطن ہے۔ اصل وطن پاکستان ہے۔

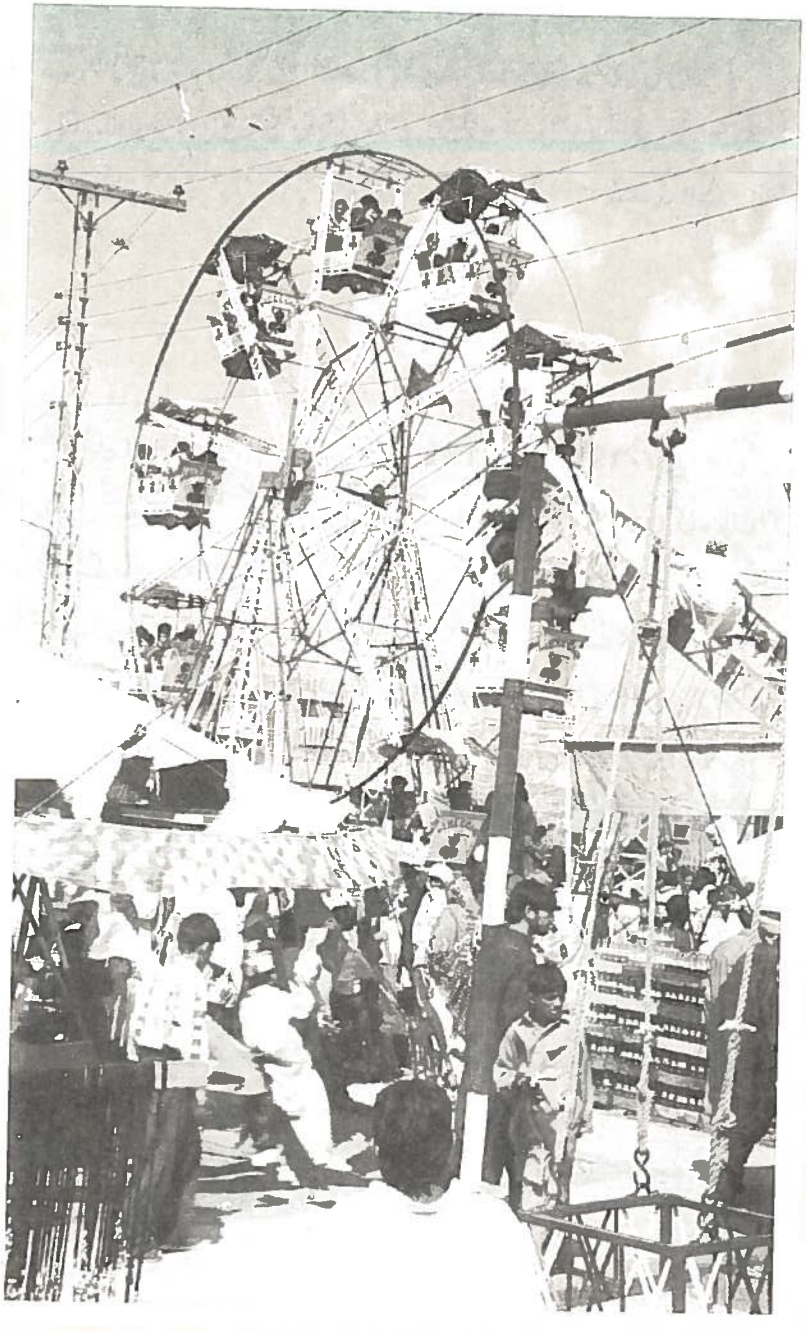

راشدہ جان

میرا نام راشدہ جان ہے۔ میں پاکستان کے شہر گجرات میں 1958ء کو پیدا ہوئی۔ میرے والد صاحب کام کے سلسلے میں انگلینڈ آگئے تھے بعد میں ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ادھر آئے تھے۔ میرا بھائی اور ایک بہن پہلے ادھر آگئے تھے۔ بعد میں ہم دو بہنیں اور والدہ صاحبہ کے ساتھ ہم نے سفر کیا اور ہمارا سفر بہت خوشگوار تھا کیونکہ مجھے اپنے والد صاحب اور بھائی کو ملنے کا بہت اشتیاق ہو رہا تھا۔ ادھر آنے سے پہلے میں نے تیرہ سال کی عمر تک میں نے سکول کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور میں نے اپنے والدین کے ساتھ جس شہر کو اپنا مسکن بنایا اوہ راچڈیل تھا۔ کیونکہ میرے والدین نے آنے کے بعد سب سے پہلے رہائش راچڈیل میں کی تھی۔

1947ء کے حوالے سے مجھے کچھ نہیں یاد کیونکہ میں بعد میں پیدا ہوئی تھی اور تقسیمِ ہند کے حوالے سے اپنے بزرگوں سے بہت کچھ سنا ہے کہ کس طرح ہندوؤں نے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا تھا۔

ادھر منتقل ہونے کے بعد مجھے سب کچھ بہت اچھا لگا کیونکہ میری فیملی ادھر تھی۔ مجھے سب کچھ بہت اچھا اور خوشگوار لگتا تھا۔ میں نے او لیول کیا اور اے لیول کیا تھا۔ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی اور فارمیسی کی تعلیم حاصل کی اور ہسپتال میں فارماسٹ کی نوکری کی۔

مادری زبان اردو ہے۔ ویسے پنجابی انگلش اور ہیلی بھی بول لیتی ہوں اور میری شادی ادھر ہی راچڈیل میں ہی ہوئی تھی۔ میرے خاوند ہمارے ہمسائے میں رہتے تھے اور میرے والد صاحب اور میرے سسر کے آپس میں بہت اچھے تعلقات تھے اور میرے خاوند کا میرا بچپن اکٹھا گزرا تھا اور اکٹھے ہی پلے بڑھے اور جوان ہوئے تھے اور ہماری شادی ارینج شادی تھی۔

اس وقت حلال فوڈز آسانی سے مل جاتا تھا اور پاکستانی کپڑے اور چیزیں آسانی سے مل جاتی تھیں اور ادھر آنے پر بہت سی سہیلیاں بنائیں کیونکہ ممی ڈیڈی کے جو دوست تھے ان کے گھروں میں آنا جانا تھا۔ اس لیے ان کے بچوں سے دوستی کی۔

اس وقت صرف ایک سنہری مسجد ہوتی تھی بعد میں اور مسجدیں بھی بن گئیں اور ہم مسجد میں نماز عید اور نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے جاتی تھیں اور ہم سہیلیاں مل کر پارٹیز کرتی تھیں اور ایک دوسرے کے گھروں میں آتی جاتی تھیں۔ اور بچپن کی یادوں کے حوالے سے بہت سی باتیں یاد آتی ہیں۔ ہم بچپن میں فرینڈز کے ساتھ کھیلتی تھیں اور گھر میں اپنے بزرگوں سے بیٹھ کر کہانیاں سنتی تھیں اور چھٹیوں میں ہم کزنز مل کر مری جاتے تھے اور کبھی لاہور جاتے تھے اور انگلینڈ آنے سے پہلے ہماری زندگی بہت خوشگوار تھی۔ میں اب بھی ہسپتال میں جاب کرتی ہوں اور اپنی زندگی سے مطمئن ہوں۔ اپنے بچوں کے ساتھ خوشگوار زندگی گزار رہی ہوں۔

ویسے تو اصل وطن پاکستان ہے لیکن میری فیملی اور ماں باپ بچے ادھر ہی رہتے ہیں اس لیے اب میرا ملک انگلینڈ ہے۔

حنا جبیں

میرا نام حنا جبیں ہے۔ میں 1978ء کو پاکستان میں پیدا ہوئی تھی۔ میں پاکستان سکول نہیں گئی کیونکہ میں پانچ سال کی تھی جب میں اپنے والدین کے ساتھ ادھر آ گئی تھی اور مجھے اپنے سفر کے بارے میں اتنی اچھی طرح سے یاد نہیں ہے اور میری فیملی برمنگھم آ کر آباد ہوئی تھی۔ میں نے GCSC کیا اور اے لیول کیا تھا۔ پھر میں نے نرسنگ شروع کی لیکن بعد میں چھوڑ دی۔ میں نے ڈاکٹر سرجری میں میڈیکل ریشپن کی جاب کی اور میری مادری زبان اردو ہے۔ انگلش اردو اور پنجاب بول لیتی ہوں۔ میں شادی کرنے کے لیے پاکستان گئی تھی اور میری شادی اپنے کزن کے ساتھ ہوئی تھی اور میری شادی ارینج تھی۔ میں شادی ہونے کے بعد راچڈیل میں منتقل ہوگئی تھی۔ ان دنوں میں حلال فوڈز اور پاکستانی ہر چیز مل جاتی تھی اور میں سکول میں اور اس کے علاوہ بھی فرینڈز بناتی تھی۔ اور میں مسجد نماز جمعہ اور عید کی نماز کے لیے جاتی ہوں اور دوستوں کی طرف بھی جاتی ہوں اور پارٹیز میں بھی جاتی ہوں۔ سکول کی اور بچپن کی باتیں بہت یاد آتی ہیں۔ انگلینڈ آنے سے پہلے میری فیملی کے حالات اچھے تھے لیکن مجھے پاکستان کے حوالے سے کچھ یاد نہیں ہے۔ انسان جس جگہ رہتا ہے وہ بھی اس کا وطن ہوتا ہے۔ میرا بچپن ادھر گزرا تھا اور پلی بڑھی جوان ہوئی اور شادی ہوئی اور میرے بچے بھی ادھر پیدا ہوئے تو اس لیے انگلینڈ میرا ملک ہے۔

روبینہ

میرا نام روبینہ ہے اور میں پاکستان کے شہر ساہیوال میں 1958ء میں پیدا ہوئی۔ میرے ممی ڈیڈی پہلے ہی روزگار کے سلسلے میں انگلینڈ آ گئے تھے۔ تحریک پاکستان اور تقسیم پاکستان کے حوالے سے مجھے کچھ بھی نہیں پتہ کیونکہ میری پیدائش بعد میں ہوئی تھی اور اس بارے میں اپنے بزرگوں سے البتہ سن رکھا ہے کہ مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا ہوگئی تھی اور بہت زیادہ قتل وغارت ہوئی تھی۔ میں چھٹی کلاس تک سکول گئی تھی اور مجھے اپنا سکول دوست اور سب کزن بہت یاد آتے تھے۔

بعد میں میں میری بہن اور بھائی اپنی والدہ کے ساتھ آئے تھے اور مجھے اپنا سفر بہت برا لگ رہا تھا کیونکہ میری طبیعت خراب ہو رہی تھی اور مجھے بار بار قے آ رہی تھی۔ میرے والد صاحب راچڈیل آ کر آباد ہوئے تھے تو اس لیے ہم بھی ادھر ہی شفٹ ہو گئے تھے۔ پہلے پہل سب کچھ بہت عجیب لگتا تھا۔ گھر بازار اور سڑکیں ہر چیز مختلف لگتی تھی اور جب بارشیں ہوتی تھیں تو ہم گھر کے پچھلے جانب کھڑے ہو کر دیکھتے تھے اور گھر کی چھتیں بھی بہت عجیب لگتی تھیں۔ ہم ادھر گاؤں میں کھلے ماحول میں رہتے تھے۔ اور ادھر آ کر چھوٹے گھروں میں رہنا پڑا اور ادھر آ کر چودہ سال کی عمر تک میں سکول گئی اور سکول چھوڑ دیا اور اپنے والد صاحب کی دیکھ بھال کرنے لگ گئی اور پھر میری شادی اپنے کزن کے ساتھ ہوگئی اور میرے کزن شادی کے لیے ادھر آ گئے تھے۔ شادی سے پہلے بھی ایک

کاٹن فیکٹری میں نوکری کرتی تھی اور شادی کے بعد میں کاٹن فیکٹری میں نوکری کی۔ پھر میری بڑی بیٹی پیدا ہوئی تو میں نے نوکری چھوڑ دی۔ میری مادری زبان پنجابی ہے لیکن اردو اور انگلش بھی بول لیتی ہوں۔ ان دنوں میں حلال کھانے آسانی سے مل جاتے تھے اور پاکستان ڈریس بھی مل جاتے تھے۔

جب ہم ادھر آئے تو ڈیڈی کے دوستوں کے بچوں کے ساتھ ہماری دوستی ہوگئی اور ان کے گھروں میں آنا جانا تھا۔

اس وقت راچڈیل میں صرف ایک سنہری مسجد تھی لیکن والدین کی طرف سے مسجد جانے کی اجازت نہ تھی۔

ایک مرتبہ سکول کی طرف سے عید ملن پارٹی ہوئی اور پاکستانی لڑکیوں نے ڈرامہ کیا تھا اور ہم بھی وہاں گئے تھے۔ ادھر آنے کے بعد پاکستان بہت یاد آتا ہے۔ پاکستان کے رسم ورواج' شادی بیاہ' عید شب بارات' موسم حتیٰ کہ پاکستان کی ہر چیز بہت یاد آتی ہے۔ عید پر سب بہن بھائی اور کزن مل کر بہت مزے کرتے تھے۔ پاکستان بہت یاد آتا ہے۔ ہمارے والد صاحب کام کے سلسلے میں ادھر منتقل ہوئے تھے۔

ہمارا اصل وطن تو پاکستان ہے ہم کہیں بھی چلے جائیں ہماری پہچان پاکستان ہے لیکن ہم ادھر رہتے ہیں اس لیے انگلینڈ ہمارا ملک ہے۔ ہمارے بچے ادھر پڑھے اور پلے بڑھے ہیں۔ اس لیے یہ بھی ہمارا ملک ہے۔

نائلہ حسین

میرا نام نائلہ حسین ہے اور میں پاکستان کے شہر گجرات میں 22 اگست 1952ء کو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے بچپن پاکستان میں گزارا اور تعلیم بھی گجرات کے سکول فیروز الدین سے حاصل کی تھی اور میں شادی کر کے ادھر آئی تھی اور میرا سفر بہت خوشگوار تھا۔

میں نے تقسیمِ ہند کے بارے میں اپنے بزرگوں سے سن رکھا ہے۔ کس قدر دنگا فساد برپا تھا۔ ادھر آنے کے بعد سب سے پہلے موسم عجیب لگا اور بہت زیادہ ٹھنڈک تھی اور ادھر کے بارے میں پہلی بات لوگ اچھے اور تعاون کرنے والے تھے۔ انگلینڈ آنے کے بعد میں نے مزید تعلیم حاصل نہیں کی۔ میں نے اپنے خاوند اور فیملی میں ان کے ایک بھائی تھے ان کے ساتھ راچڈیل میں شروع کیا اور میری سسرالی فیملی ایک دیور اور میرا خاوند تھے۔

شروع میں میں نے کوئی جاب نہیں کی لیکن بعد مین ٹاؤن سنٹر میں کپڑوں کی فیشن شاپ بنائی تھی اور میری مادری زبان پنجابی ہے اور انگلش اور اردو بھی بول لیتی ہوں۔ اس وقت بھی ہر چیز حلال کھانے اور پاکستانی چیزیں مل جاتی تھیں لیکن آج کل بہت زیادہ سہولتیں ہیں اور میں نے بہت زیادہ فرینڈز بنائی تھیں۔

ہمارے گھروں کے پاس کوئی مسجد نہ تھی۔ اور ان دنوں میں صرف ایک مسجد ہوا کرتی تھی۔ اس وقت اتنے سوشل پروگرام نہیں ہوتے تھے۔ لوگ گھروں میں رہتے تھے

اور مجھے اپنے بچپن کے حوالے سے اتنا کچھ یاد نہیں ہے اور انگلینڈ آنے سے پہلے زندگی اچھی تھی۔ اور اب میں جاب نہیں کرتی۔ فارغ ہوتی ہوں۔ اپنی فیملی کے ساتھ رہتی ہوں اور میں 100 فیصد اس بات پر یقین رکھتی ہوں کہ انگلینڈ میرا وطن ہے کیونکہ میں اور میری فیملی ادھر عرصے سے رہتے ہیں۔

رابعہ علی

میرا نام رابعہ علی ہے اور میں پاکستان کے شہر پشاور میں 1961ء میں پیدا ہوئی تھی۔ میرے والد صاحب رو۔گار کی تلاش میں 1960ء میں انگلینڈ راچڈیل آ کر بس گئے تھے اور تحریکِ پاکستان اور تقسیم ہند کے بارے میں بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ کس طرح مسلمانوں کا قتل و غارت ہوا تھا۔ دو سال تک میں سکول گئی تھی اور اس کے بعد 1970ء میں میرے والد صاحب ہمیں لے کر انگلینڈ آ گئے تھے اور مجھے اپنے سفر کے بارے میں اتنا اچھی طرح یاد نہیں ہے کیونکہ میں اس وقت سات آٹھ سال کی تھی۔ ادھر آنے کے بعد میں نے اپنی تعلیم شروع کر دی اور GCSC کیا تھا۔ چھوٹے ہونے کی وجہ سے اتنا کچھ یاد نہیں ہے اور ہم نے اپنا مسکن راچڈیل کو بنایا تھا اور میرے دو بھائی اور دو بہنیں اور ممی ڈیڈی تھے اور میری مادری زبان اردو اور پنجابی اور انگلش بھی بول لیتی ہوں۔

ٹیچر اسسٹنٹ کی جاب شروع کی تھی اور میری شادی میرے چچا زاد کزن کے ساتھ ہوئی تھی اور میرے خاوند شادی کے لیے انگلینڈ آئے تھے اور میں نے بہت سی فرینڈز بنائی تھیں اور ابھی بھی میری فرینڈز ہیں۔ اس وقت آسانی سے حلال فوڈ مل جاتا تھا اور پاکستانی کپڑے بھی مل جاتے تھے۔

راچڈیل میں اس وقت ایک سنہری مسجد تھی اور اب تو بہت زیادہ مسجدیں بن چکی

ہیں اور ہم چشتیہ مسجد میں جاتے ہیں۔ اس وقت میرے والد صاحب کے اور والدہ صاحبہ کی فرینڈز تھیں ان کے گھروں میں ہمارا آنا جانا تھا۔ میں اب بھی ٹیچر اسسٹنٹ کی جانب کرتی ہوں۔ مجھے بچپن اور پاکستان کے حوالے سے بہت سی باتیں یاد آتی ہیں۔ اور ہماری پاکستان کی زندگی بہت اچھی تھی۔ جب ڈیڈی ہمیں لینے کے لیے گئے تھے۔

میں سمجھتی ہوں کہ میرا آبائی وطن پاکستان ہے کیونکہ میں وہاں پیدا ہوئی تھی اور مجھے جب بھی موقع ملا تو میں پاکستان میں اپنا گھر بناؤں گی۔

ثوبیہ

میرا نام ثوبیہ ہے میں افریقہ کے چھوٹے سے شہر تورورو میں پیدا ہوئی تھی۔ میں سال یا دو سال وہاں پر تعلیم حاصل کی۔ اس لیے میں انگلش بول سکتی ہوں۔

برطانیہ کس طرح آئے! میری ممی کی فیملی چھ برس سے ادھر مقیم تھی اور اس وقت ویزہ سسٹم بھی نہ تھا۔ تو میری ممی مجھ سمیت سات بہن بھائیوں کو لے کر ادھر آ گئیں اور میرے ڈیڈ بعد میں مارچ 1970ء میں آئے تھے۔ ہمارا سفر 12 گھنٹے کا تھا۔ سب سے پہلے ہم آشٹن آئے تھے۔ Under Lyne میں دو سال تک سکول گئی اس کے بعد اڑھائی سال تک اولڈھم میں کام کیا۔ اس کے بعد راچڈیل آ گئی اور شادی کر لی۔ 1986 میں موسلے رجسٹر آفس میں شادی کی تھی اس کے بعد مڈلٹن سول ہال مڈلٹن میں اگلے دن کی تھی۔

برطانیہ میں ہر چیز مختلف تھی۔ ہر طرف صاف ستھرا ماحول تھا اور لوگ بھی بہت دوستانہ مزاج کے تھے۔ میری ممی انگلش بولنا نہیں جانتی تھیں لیکن سمجھ لیتی تھیں۔ ہم اپنے دادا کے گھر میں رہتے تھے ان کا گھر بہت خوبصورت تھا اور گھر کی سیڑھیاں بھی بہت زیادہ خوبصورت تھیں جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ بعد میں راچڈیل منتقل ہو گئی تھی۔

سب سے پہلے میں نے 1974ء میں سکول چھوڑنے کے بعد Park

Cakes Bakeries میں کام کیا تھا جو اب بھی وہیں اولڈھم میں ہے۔

میں انگلش، ہندی، سویلی اور اردو بول سکتی ہوں۔ اس وقت کھانے ٹھیک مل جاتے تھے ہمارے گھر کے قریب چند دکانیں ہوتی تھیں۔ اور کپڑے گرم اور اچھے مل جاتے تھے۔ کُکّر بھی تھے اور ڈرائیو کر کے جاتے تھے، چکن بغیر کٹا لا کر خود کاٹتے تھے۔

ہم اپنے گرینڈ پیرنٹس کے گھر رہتے تھے ان کے دوستوں سے ملتے تھے۔ آہستہ آہستہ اپنے دوست بنائے اور ان سے میل جول بڑھایا۔ مجھے انگلش بول چال میں مشکل نہیں لگتی تھی۔ اس لیے اتنے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اس وقت راچڈیل میں صرف ایک گولڈن مسجد تھی اور صرف مرد ہی نماز پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ عورتوں کو اجازت نہ تھی۔

سوشل لائف کے نام پر ہم اپنے انکل کو کرکٹ کھیلتے ہوئے دیکھتے تھے اور ٹی وی پر ہندی فلمیں دیکھتی تھی اور ویڈیو گیم کھیلتی تھی۔ اس وقت اپنے دروازے کھلے رہ جاتے یا دودھ باہر رہ جاتا کوئی پرواہ نہ تھی۔ برطانیہ آنے سے پہلے افریقہ کی زندگی بہت اچھی تھی۔ موسم بھی بہت اچھا ہوتا تھا یہ 80ء سے پہلے کی بات ہے۔ اب میں ٹھیک نہیں رہتی اس لیے گھر پر رہتی ہوں کوئی جاب نہیں کرتی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اور میری فیملی ادھر رہتے ہیں تو برطانیہ ہمارا وطن ہے۔ میری ساری فیملی ادھر رہتی ہے اور میں برطانیہ سے بہت پیار کرتی ہوں۔

غلام محمد

میرا نام غلام محمد ہے۔ میں 1947ء کو پاکستان کے شہر کوٹلی میں پیدا ہوا۔ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے کچھ سالوں تک سکول جاتا رہا اس کے بعد میں نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا اور اپنی فیملی کو پالنے کے لیے میں نے کام کرنا شروع کر دیا۔

پاکستان میں زندگی بہت سخت اور مشکل تھی۔ اپنی فیملی کو بہتر حالات اور اچھی زندگی گزارنے کے لیے برطانیہ کا رخ کیا۔ سب سے پہلے بریڈفورڈ میں ایک قالین فیکٹری میں کام کیا اور اس کے بعد راچڈیل منتقل ہو گیا۔ میری بیوی کا تعلق راچڈیل سے تھا۔ اس لیے میں بھی راچڈیل آ گیا۔

تقسیم ہند کے سال 1947ء کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ میں اس سال پیدا ہوا تھا۔ یہاں پر ہر چیز مختلف تھی اور شور شرابہ بھی نہیں تھا۔ مجھے انگلش سمجھ آ جاتی تھی بلکہ بولنے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بریڈفورڈ میں کچھ کورس کیے تھے میں میرپوری اور اردو بول سکتا ہوں۔ یہاں پر حلال کھانے بہت اچھے تھے۔ کپڑے بھی بہت اچھے اور گرم مل جاتے تھے۔

میرے بہت زیادہ دوست بن گئے تھے۔ جو مجھے پڑھاتے تھے کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔ آہستہ آہستہ ہر چیز ٹھیک ہو گئی اور میں ہر بات کو سمجھنے لگا۔ اس وقت راچڈیل میں چند مسجدیں تھیں۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر کرکٹ کھیلتا تھا۔

پاکستان کی زندگی بہت اچھی تھی۔ وہاں کا موسم بہت اچھا اور گرم تھا اور میرا وطن برطانیہ ہے کیونکہ میں ادھر رہتا تھا اور میں واپس نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ مجھے یہاں رہنا اچھا لگتا تھا۔

سردار علی

میرا نام سردار علی ہے۔ میں 5 نومبر 1939ء کو میرپور میں پیدا ہوا۔ پاکستان سکول پڑھنے کے لیے گئے۔

1961ء میں اپنے حالات کو بہتر بنانے کے لیے کچھ عرصہ کے لیے برطانیہ کا رخ کیا لیکن پھر ادھر کے ہو کر رہ گئے۔ 12 گھنٹے کے طویل سفر کا آغاز کراچی سے ہوا اور لندن ائیر پورٹ کا اختتام ہوا۔ اس وقت مانچسٹر ائیر پورٹ نہ تھا۔ سب سے پہلا شہر بریڈفورڈ تھا۔ ادھر آ کر ہر چیز مختلف لگی۔ ادھر آ کر حبس محسوس ہوتا تھا کیونکہ موسم بہت عجیب تھا۔ دھند Foggy موسم ہر وقت ہوتا تھا۔ دن اور رات کا پتہ نہ چلتا تھا۔ لوگ عجیب لگتے تھے اور عمارتیں بھی عجیب لگتی تھیں۔

زبان بولنی نہیں آتی تھی۔ اس لیے اشاروں کنائیوں میں بات سمجھنا بہت مشکل تھا۔ میں ڈپریشن میں رہتا تھا کیونکہ میں کسی کو نہیں جانتا تھا اور نہ میری فیملی یہاں تھی۔ میرے کچھ دوست تھے جن کے ساتھ باہر چلے جاتے تھے۔

پہلا کام ایک فیکٹری جس میں دھاگا بنتا تھا۔ وہاں شروع کیا۔

حتیٰ الوسع حلال فوڈ کھانے کی کوشش کرتے تھے۔ زندہ چکن لا کر سیلر میں رکھ لیتے تھے اور ذبح کر کے پکا لیتے تھے۔ شرٹ ٹراؤزر اور لونگ کوٹ پہنتے تھے اور اپنے کپڑے ہاتھ سے دھو لیتے تھے اور استری کیے بغیر کپڑے پہن لیتے تھے۔

میری شادی پاکستان میں ہوئی تھی۔ شادی کا کھانا (میٹ) گوشت کا سالن اور روٹی تھی۔

ان دنوں میں ادھر کوئی مسجد نہ تھی۔ ہمارے پاس کرنے کے لیے صرف کام تھا۔ ہر وقت کام کرتے رہتے تھے۔ جب فارغ ہوتا تھا تو کھانا پکا لیتا تھا یا پھر کپڑے دھو لیتا تھا۔ بہت سارے لوگ اکٹھے رہتے تھے اور ہم کسی کو بدل نہیں سکتے اور ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور خوش زندگی گزارتے ہیں۔

ادھر آنے سے پہلے پاکستان کی زندگی میں میں گائے، بھینس، بھیڑوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ پاکستان میں بہت خوش زندگی گزارتے تھے۔

میں برطانیہ صرف اپنی زندگی اور حالات کو بدلنے کے لیے برطانیہ آیا تھا۔ میرا اصل وطن پاکستان ہے کیونکہ میں پاکستان میں پیدا ہوا اور وہی میرا وطن ہے۔ بہت سے لوگ برطانیہ واپس جانے کے لیے آتے ہیں۔ کیونکہ وہ ادھر رہنا پسند نہیں کرتے وہ ادھر آ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ ہم زیادہ لوگوں میں اکٹھے رہتے تھے ہم کمبل اوڑھ کر ننگے فرش پر بغیر کارپٹ کے فرش پر سو جاتے تھے یہ تمام ہماری پاکستانی کی باتیں اور یادیں ہیں جو کبھی نہیں بھول سکتے۔

محمد بشیر

میرا نام محمد بشیر ہے۔ 1966ء میں میر پور پاکستان میں پیدا ہوا۔ پاکستان سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ بہتر زندگی کی تلاش میں ملک سے باہر جانے کا فیصلہ کیا اور برطانیہ کا رخ کیا۔ پہلی مرتبہ جہاز سے سفر کیا۔ سفر بہت لمبا اور ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا اور مجھے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ سب سے پہلے بریڈ فورڈ میں قیام کیا۔ جب پاکستان سے آیا تو وہاں پر گرمی کا موسم تھا اور باریک کپڑے پہنتے تھے۔ سورج کی کرنیں نکلتی تھیں اور جب ادھر آئے تو سورج نہیں نکلتا تھا اور بہت زیادہ ٹھنڈ تھی۔

ادھر آ کر 12 سے 14 کلاسیں اٹینڈ کیں۔ یہاں کے لوگ ہمیں پسند نہیں کرتے تھے۔ ہمیں ہمارے نام سے پکارنے کی بجائے براؤن کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ میری انگلش اتنی بری نہیں تھی۔ یہاں کے گورے لوگوں کا رویہ اتنا اچھا نہ ہوتا تھا۔ اور جہاں پر ہم لوگ رہتے تھے وہاں پر وہ رہنا پسند نہ کرتے تھے۔

پر ایک مسجد کھلی ہے۔ یہ کسی کا گھر تھا جہاں پر نماز ادا کی جاتی تھی اور ان لوگوں کے درمیان میں اسلام کے الفاظ ادا کیے جاتے تھے۔

سوشل لائف کے نام پر ٹی وی دیکھتے تھے پھر ہم یوتھ کلب چلے جاتے تھے وہاں پر ٹی وی دیکھتے تھے۔ وہاں پر تمام گورے لوگ ہوتے تھے۔ ان دنوں میں ایک یا دو سینما

گھر تھے جہاں پر انڈین اور پاکستانی فلمیں لگتی تھیں۔

ان دنوں میں ہر چیز بہت سستی تھی۔ میں نے ایک گھر 350 پاؤنڈ میں خریدا اور جس نے سنا ہر ایک نے کہا کہ بہت مہنگا گھر خریدا ہے۔

پاکستان میں ہم بہت غریب تھے۔ ادھر آ کر میں خوش مطمئن ہوں۔ مجھے کوئی پریشانی اور ٹینشن نہیں ہے۔ اب میں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں اور اپنی زندگی سے مطمئن ہوں۔ پاکستان پیدا ہوا اور پلا بڑھا اس لیے میرا اصل وطن پاکستان ہے۔

انور

میرا نام انور ہے۔ میں 1958ء کو میرپور پاکستان میں پیدا ہوا۔ صرف ایک سال تک سکول کی پڑھائی جاری رکھ سکا۔ 1947ء کے بارے میں کتابوں میں پڑھا ہے اور لوگوں سے سنا ہے کہ کس قدر خون خرابہ اور قتل و غارت ہوئی تھی۔ 1970ء میں روزگار کی تلاش میں دیارِ غیر کا رخ کیا۔ میرا یہ پہلا سفر تھا۔ 11 یا 12 گھنٹے کا سفر بہت خوشگوار موڈ کے ساتھ طے کیا۔ نیا ملک نئے لوگ تھے۔ راچڈیل میں Heath Street کا انتخاب کیا۔ سب سے پہلا کام ایک کاٹن فیکٹری میں کیا جہاں پر دھاگہ بنایا جاتا تھا۔ ادھر آنے کے بعد English Teaching School میں دو سال تک پڑھائی کی۔

ادھر کھانا Food حلال چند ایشین دکانوں سے مل جاتا تھا اور اکثر کھانا گھر پر تیار کرتے تھے۔

آدمی ہیل والے شوز پہنتے تھے اور پاکستانی لباس بھی مل جاتے تھے۔ ایک دوسرے سے ملتے تھے۔

1982ء میں پاکستان گئے اور شادی ہوگئی۔ موسم کے حوالے سے بات کریں اور پاکستان کا موسم گرمی اور باریک کپڑے پہنتے تھے۔ ادھر آئے تو موسم مختلف تھا بہت ٹھنڈا اور Foggy اور Dull موسم تھا۔

اس وقت راچڈیل میں صرف ایک مسجد ہوتی تھی۔ سوشل لائف کے نام پر سینما گھر چلے جاتے تھے۔ دوستوں سے ملنے جلنے کا موقع مل جاتا اور دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیلتے تھے۔

پہلے زندگی بہت آسان ہوتی تھی اور اب زندگی بہت سخت اور کٹھن ہے۔ پاکستان میں غریب تھے اور اپنی زمینوں پر کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اب کوئی جاب نہیں کرتا۔ فارغ ہوں اور اپنے بیمار بچے کی دیکھ بھال کرتا ہوں اور میری فیملی اب بھی پاکستان میں رہتی ہے۔

برطانیہ ہمارا وطن ہے کیونکہ میری فیملی نے اب ساری زندگی ادھر ہی رہنا ہے تو برطانیہ ہمارا وطن ہے۔

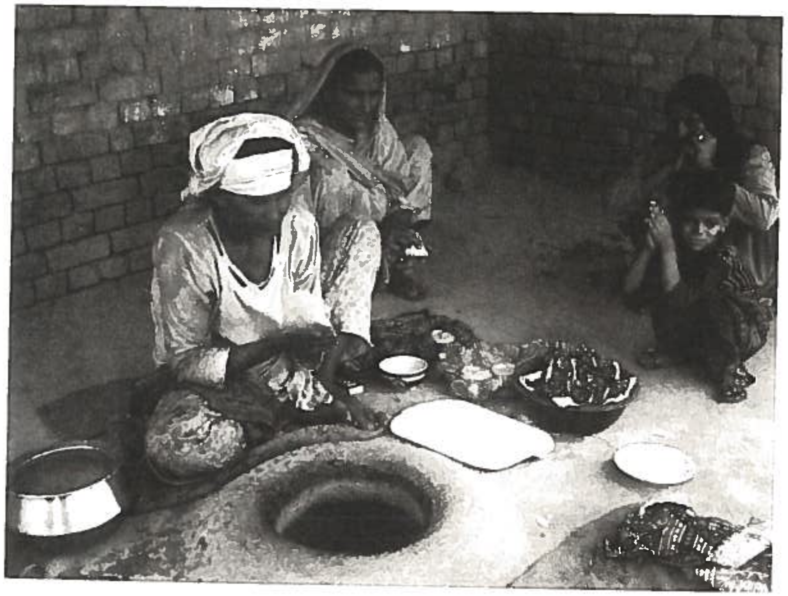

صاعقہ انور

میرا نام صاعقہ انور ہے میں پاکستان میں پیدا ہوئی اور میری مادری زبان اردو ہے اور پاکستان سکول میں پڑھتی تھی۔ قیامِ پاکستان کے حوالے سے کچھ نہیں یاد لیکن بزرگوں سے اس حوالے سے بہت کچھ سننے کو ملا ہے کہ تقسیمِ ہند کے وقت کس قدر خون خرابہ اور دنگا فساد ہوا تھا اور مسلمانوں کا بے دریغ قتلِ عام ہوا تھا۔

میری شادی برطانیہ سے آئے لڑکے سے ہوئی تھی اور بعد میں برطانیہ آ گئی تھی۔

میرا سفر بہت اچھا گزرا تھا۔ اس سے پہلے اتنا لمبا سفر نہیں کیا تھا۔

ادھر آ کر مجھے بہت اچھا لگا۔ ادھر آ کر میں نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ راچڈیل میں اپنا مسکن بنایا اور سب سے پہلا کام جو شروع کیا وہ سلائی کا کام تھا۔ یہاں پر آنے پر حلال کھانا اور پاکستانی لباس پہنا اور اپنی رسم و رواج کو برقرار رکھا۔ لوگوں سے میل جول بڑھایا اور دوست احباب بنائے۔

مذہب کے حوالے سے تمام تقاضے پورے کیے اور ادھر ایک مسجد تھی۔ پاکستان کی زندگی بہت اچھی تھی۔ بہت یاد آتی ہے اور ہمارا اصل وطن پاکستان ہے۔ کیونکہ درخت پھیل کر جتنا بڑا ہو جائے لیکن تنا جس مقام پر ہوتا ہے جڑیں بھی وہیں پر ہوتی ہیں۔

محمد خرم

میرا نام محمد خرم ہے۔ میری جائے پیدائش میرپور اور مادری زبان میرپوری ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت میں بہت چھوٹا تھا اور یادداشت بھی اتنی تیز نہیں ہے لہٰذا اتنا کچھ یاد نہیں ہے۔ تعلیم پاکستان سے حاصل کی۔

رزق کی تلاش میں اپنا وطن چھوڑا اور کام کی تلاش میں انگلینڈ آ گیا اور سب سے پہلے راچڈیل آیا کیونکہ ادھر رشتہ دار اور کچھ جاننے والے لوگ تھے۔ سب سے پہلے کاٹن فیکٹری میں کام کیا جہاں پر دھاگہ سپن کرتے تھے۔

کچھ عرصہ کام کرنے تک زبان سیکھنے کے لیے کہیں سکول کالج جانے کا موقع نہ ملا کیونکہ کام میں مصروف رہتا تھا۔ میں اپنی زبان میں بات کرتا تھا اگر بل ادا کرنا ہوتا تو اشارے سے سمجھا دیتا تھا۔ میں پاکستانی سوٹ شلوار قمیض پہنتا تھا۔ صرف کام پر انگلش کپڑے پہنتا تھا۔ بریڈ اور چائے سے گزارا کرتا تھا۔

شادی کرنے کے لیے انگلینڈ سے پاکستان گیا اور اپنی پسند سے شادی کی اور بعد میں اپنی بیوی کو بھی ادھر بلا لیا۔

اس وقت اتنی مسجدیں نہیں تھیں اور نماز پڑھنے کا ٹائم بھی نہیں ہوتا۔ ہم ٹاؤن یا لائبریری چلے جاتے تھے۔

اب میں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔ بعض اوقات لائبریری چلا جاتا ہوں۔ ہمت اور

طاقت اور صحت بھی اتنی اچھی نہیں رہتی کہ کوئی کام کر سکوں۔ اب تھوڑی بہت انگلش بول لیتا ہوں لیکن میری مادری زبان میر پوری ہے۔

میرا خاندان اور ایک بھائی کے علاوہ باقی لوگ ابھی بھی پاکستان میں سکونت پذیر ہیں۔ پاکستان میں زندگی اچھی تھی۔ وہاں پر سکون تھی۔ کم از کم وہاں پر پریشانیاں نہ تھیں۔ میرے خیال میں میرا اصل پاکستان ہے کیونکہ میں وہاں پیدا ہوا تھا۔

بشریٰ ناصر

میرا نام بشریٰ ناصر ہے۔ میں پاکستان میں پیدا ہوئی اور میری مادری زبان میر پوری ہے۔ قیامِ پاکستان کے حوالے سے مجھے اتنا کچھ یاد نہیں ہے کیونکہ اس وقت میں کم عمر تھی اور یادداشت بھی اتنی اچھی نہیں ہے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول گئی لیکن 6th کلاس سے آگے اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکی۔ پاکستانی زندگی بھی بہت زیادہ مصروف تھی۔ فصلوں کی دیکھ بھال اور گائے بھینس گھر میں تھیں تمام دن مصروفیت میں گزر جاتا تھا۔

میرے خاوند انگلینڈ سے شادی کرنے کے لیے آئے تو مجھے دیکھا اور پسند کر کے شادی کی تھی۔ شادی کے فوراً بعد میں انگلینڈ نہیں آسکی میرے خاوند شادی کرنے کے بعد انگلینڈ آ گئے۔ جس وقت میں انگلینڈ آئی میرے ساتھ میری دو بیٹیاں تھیں۔ ہمارا سفر بہت خوشگوار تھا۔ جب یہاں آئی تو ہر چیز مختلف لگی۔ راچڈیل آئی کیونکہ خاوند کی رہائش گاہ بھی راچڈیل تھی۔ جب راچڈیل منتقل ہوئی تو کسی ادارے یا سکول میں زبان سیکھنے کے لیے نہ جا سکی کیونکہ میں بچوں اور گھر میں مصروف رہتی تھی۔ دوسروں کو دیکھ کر سیکھ کر اور اشاروں کنائیوں میں بات کرتی اور سمجھاتی تھی۔ ادھر آ کر کوئی کام جاب نہیں کی۔ ان دنوں میں سوپ اور پورج پسند کرتی تھی اور ہمارے پاس دو دو سوٹ ہوتے تھے ایک پہن لیتے تھے اور دھو لیتے تھے۔

سوپ اور پورج ہم پسند کرتے تھے اور یہ چیزیں بہت مہنگی تھیں۔ ان دنوں میں حلال گوشت کھانا بھی آسان نہ تھا۔ مذہب کے حوالے سے ان دنوں میں عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ میں گھر پر نماز پڑھ لیتی تھی۔ میں اپنے ہمسائیوں کے گھر چلی جاتی تھی یا پھر ٹاؤن چلی جاتی تھی اور اپنی بیٹیوں کو فارغ اوقات میں کلب لے جاتی تھی جہاں پر مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔

پاکستان میرا جنم بھومی ہے۔ اس کو بھول نہیں سکتی۔ میرے ماں باپ بہن بھائی اب بھی پاکستان میں رہتے ہیں۔

میں اب اتنا کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ مجھے جوڑوں میں درد ہے۔ زندگی سے جو کچھ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ سب کچھ عطا کیا۔ رب کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور ہمارا اصل وطن پاکستان ہے۔

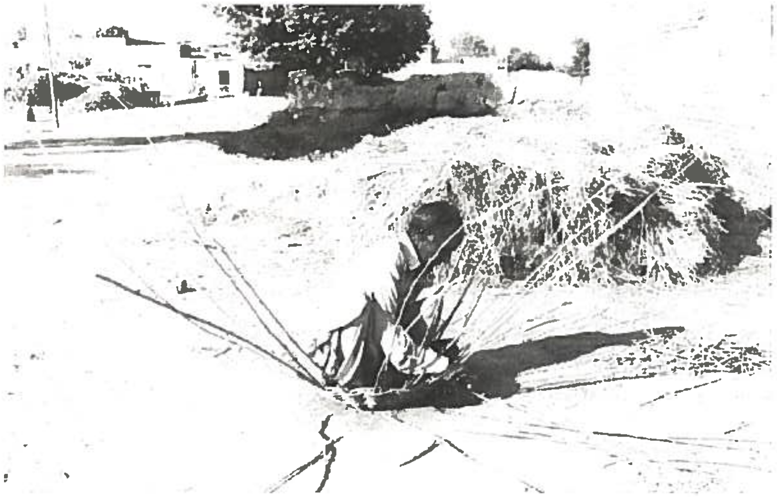

محمد شہزاد

میرا نام محمد شہزاد ہے۔ میں پاکستان کے شہر میرپور میں یکم جنوری 1936ء کو پیدا ہوا۔ 1947ء کو تقسیمِ ہند کے وقت میں چھوٹا تھا اور مجھے یاد ہے کہ کس طرح بارود اور میزائل پھٹ رہے تھے اور لوگ محفوظ جگہ چھپنے کے لیے ڈھونڈ رہے تھے۔ اس وقت حالات بہت خراب تھے۔

میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول داخل ہوا لیکن تعلیم جاری نہ رکھ سکا کیونکہ گھریلو حالات اتنے اچھے نہ تھے۔ غربت کی وجہ سے سکول کو خیرآباد کہنا پڑا۔ رزق کی تلاش میں اپنے وطن کو خیرباد کیا اور دیارِ غیر میں راستہ ناپا۔ پہلی مرتبہ وطن سے دور سات سمندر پار انگلینڈ راچڈیل کو منتخب کیا کیونکہ راچڈیل میں ہمارے رشتہ دار موجود تھے۔ میرا پہلا سفر بہت مختصر اور خوشگوار تھا۔

1960ء میں وطن واپس آگئے اور رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔ اکیلے واپس آگئے اور بیوی کو اس وقت بلایا ایک بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا۔

یہاں آنے کے بعد میرے کزن نے میری مدد کی اور کچھ الفاظ میں نے سیکھ لیے تھے پھر آہستہ آہستہ سیکھتا چلا گیا۔

سب سے پہلے راچڈیل میں ایک گھر کرایہ پر لیا اور چار لوگ اس گھر میں رہتے تھے پھر آہستہ آہستہ اور لوگ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوتے چلے گئے۔ سب سے پہلے

دھاگہ فیکٹری میں کام شروع کیا اور بعد میں مختلف فیکٹریوں میں کام کیا۔

ہم مل کر رہتے تھے ایک دن ایک کھانا تیار کرتا تھا اور ہم سب مل کر کھاتے تھے۔ اس طرح باری باری کام کرتے تھے۔

اب بھی میری فیملی پاکستان میں ہے کچھ سالوں کے بعد میں نے اپنی بیوی بچوں کو بلا لیا تھا۔ جس وقت میں یہاں آیا تھا تو مجھے نماز بھی نہیں پڑھنی آتی تھی میں ہر وقت کام میں مصروف رہتا تھا اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور پانچ وقت کا نمازی ہوں۔ ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ فارغ اوقات میں کارڈز کھیلتا تھا۔

اگر اب کے حالات اور پہلے کے حالات کا تجزیہ کروں تو پہلے لوگ ایک دوسرے پر بہت اعتماد کرتے تھے اور چیزیں بہت زیادہ سستی ہوتی تھیں اور لوگ بھی بہت اچھے اور مہربان تھے۔

پاکستان میں زندگی بہت زیادہ مصیبت اور آفات میں گھری ہوئی تھی۔ غربت نے سائے پھیلائے ہوئے تھے۔ روکھی سوکھی اور چٹنی کے ساتھ روٹی کھانی پڑتی تھی۔ اب حالات اچھے ہو گئے اپنے بچوں اور بیوی کے ساتھ خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں۔ وطن سے دور اپنے لوگوں سے دور ہیں۔

میں اب بھی اپنے وطن کو سوچتا اور یاد کرتا ہوں۔ میرا اصل وطن پاکستان اور دوسرا وطن انگلینڈ ہے۔

محمد جاوید

میرا نام محمد جاوید ہے۔ میں پاکستان کے شہر میرپور میں پیدا ہوا۔ پاکستان سے ابتدائی تعلیم پاکستانی سکول سے حاصل کی۔ قیام پاکستان کے وقت میں چھوٹا بچہ تھا۔ اس لیے اس وقت کے حالات کے بارے میں مجھے کیا یاد ہو سکتا ہے۔ ہاں اپنے بزرگوں سے اس وقت کے حالات سن کر دل پریشان ہوتا ہے۔

انگلینڈ کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ سفر بہت خوشگوار تھا۔ اس سے پہلے میں کبھی ملک سے باہر نہیں گیا تھا۔ سب سے پہلے راچڈیل کو ہی اپنا سر چھپانے کا ذریعہ بنایا۔ راچڈیل ہی کیوں! کیونکہ ادھر میرے رشتہ دار رہتے تھے۔ اس لیے میں نے بھی راچڈیل کو منتخب کیا۔ ادھر آ کر میں نے ان لوگوں کے ساتھ رہنا شروع کیا جو انگلش بولنا جانتے تھے اور میں اپنی بات تھوڑی بہت انگلش بول کر اور باقی اشاروں کنائیوں میں بات سمجھا لیتا تھا اور بیس لوگ مل کر ایک اپارٹمنٹ کرایہ پر لیا تھا جہاں پر ہم رہتے تھے۔ سب سے پہلے میں نے ایک کاٹن فیکٹری میں کام کیا اور ایک کوئلے کی کان میں کام کیا۔ شروع میں ہم لوگ چائے کے ساتھ روٹی کھا لیتے تھے۔ کیونکہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے تھے اور بعض اوقات تو خالی پیٹ بھی سونا پڑتا تھا۔

اس وقت میں آج کل میں اتنا فرق آ گیا ہے کہ اب ہر چیز ایک ہی مارکیٹ سے مل جاتی ہے۔ جگہ جگہ گھومنے سے نجات مل گئی ہے۔ شروع میں بارہ گھنٹے کی شفٹ ہوتی

I was engaged within three months of my mum's arrival in Pakistan. I got married and stayed in Pakistan for four years. After this, we decided to move England. I came to U.K in 1967, by then I had two boys. We landed in London and came to live in Rochdale. I started working in 1968 in a mill on early shift. Then I had two more children in Rochdale, Birch Hill Hospital. I worked in the mill for 17 years. After working a long time at mills I and my husband decided to buy a newsagent shop. It was a very tough job at the time as it starts from early morning at 5:00am till late at 8pm night time. I had to get up early to receive Newspapers and then assign the delivery rounds. We employed six boys to deliver papers at the time. So managing them at 6.30am is quite a challenge. I managed our shop for 22 years then we decide to take early retirement from it. It was hard work but my husband and I enjoyed it. I made a lot of friends from this shop. I respected them a lot. My husband was not well at the time of closing our business. My husband passed away. I was introduced to mind group after few year later. Then some time later a friend asked me to join age concern group. I did both groups once a week. I enjoyed meeting friends. I still do. We are like a family now. I have been to a few places with my group. I wouldn't have seen these places on my own. I like making friends and visiting places.

تھی۔ نماز پڑھنے کا وقت نہیں ملتا تھا اور جب وقت ملتا تھا تو اپنے رشتہ داروں سے ملنے چلا جاتا اور اپنے دوستوں کے ساتھ کارڈ کھیل لیتا تھا۔ میری فیملی اور بیوی بچے پاکستان میں رہتے تھے اور میں بیوی بچوں کو انگلینڈ بلوا لیا تھا۔ میں اپنے دوستوں کو یاد کرتا ہوں اور جب مجھے موقع ملتا ہے تو ان کو ملنے جاتا ہوں۔ پاکستان کی زندگی یاد کروں تو وہاں کی زندگی بہت آرام دہ تھی۔ اور میں وہاں زیادہ کام بھی نہیں کرتا تھا۔ اب یہاں بھی زندگی اچھی ہے۔ اب بھی میں پاکستان کو اپنا وطن سمجھتا ہوں کیونکہ انسان ہجرت کر کے کہیں بھی چلا جائے لیکن اس کی اصل جڑیں ادھر ہی ہوتی ہیں۔ جہاں سے وہ آیا ہوتا ہے۔

and then when myfather left for Pakistan with my mother, I joined the Kenya Police.I married and my wife Safiaand I went on throughoutKenya on transfer .I have masha'Allah three daughters who studied in Kenya and later settled in U.K.and Canada.My wife and I have come to stay in U.K.where we enjoy all the facilities and of course the cold weather during the winter time. It is my earnest request to all who have come to settle in U.K.to fully co-operate with the government and enjoyall the benefits including their religion which the locals fully respect.May I say in the end'KwaherikuOnana',the Kiswahili version of 'Bye Bye' until next time.

Mohammad Salim & Safia Salim

I was born in India, in the city of Philoor. I have been a healthy child and very active. I learnt my Holy book Quran Shariff, when I was six year old, and we had aameen (achievement) party soon after. We had to travel to Pakistan in 1947. We travelled by horse cart. It was my mum, dad, grandmother and three brothers. We were three brothers and one sister when we came to Lahore and stayed in the hotel for few days. We then found out that we have some relatives in Lahore. They took us to their home and then we started living with them. My father went to Kenya for work soon after we arrived in Lahore.

One year later he sent us a visa for Kenya and we travelled by a steam boat, which took us a week to reach Mombasa. My father was waiting there for us at Mombasa port. Once again we were united after one year. We stayed in Mombasa for one night and went to Nairobi the next day. I stayed in Nairobi for a long time and completed all my education there. Then my mum came to Pakistan and she decided to arrange my marriage.

my main income I also sell my work and Insha'Allah one day will have my own shop selling my work.

After all my studying I got married at the age of 28 to my cousin in Glasgow. My wife, along with my 4 year old son lives with me and my family in Halifax.

I was asked where I call home. Was it Pakistan or England? It took me a while to answer this as Pakistan is where I was born and where so many of my family members still live. I would like to think of both places as equal as they both hold such good memories, however on practical grounds, I'd have to say England as it holds so many more opportunities for me and my family.

Anonymous

I was born in Kisumu,Kenya. My parents who had come to the country during the building of the rail line from Mombasa to Uganda .This was a great time during which many Indians came to Kenya in search ofemployment and business. The Punjabis and others came and got employment in the government run by the British. Mainly Gujrati followed and opened up businesses.In the beginning, Asians came with the intention to stay in the country for few years and then return to the country of their origin. But as time went on, many stayed in the country during which they opened up educational institutions and later on produced doctors, magistrates,policemen and even barbers.The local Africans had their own villages and followed their own traditions. I studied in AllididinaVisram High School in Mombasa .This school run by Indian teachers developed many who later qualified to be doctors, lawyers and accountants.I and many more of my friends left the school after having gone through Senior Cambridge.

For few years I joined my father in his plumbing business

Ghulam Farid

My name is GhulamFarid I was born on 21 November 1978 in Mirpur, AZAAD Kashmir, I am the eldest of 2 brothers and 2 sisters.

I started school at the age of 5 here, I learnt Urdu and very basic English. The classroom where full to bursting. Children used to sit outside in the courtyard. We were all very enthusiastic to learn and better ourselves from a young age we'd learnt that education would help us get a better head start in the world.

At the age of 11, I moved to Glasgow with my family, I do not remember the journey very much but I do recall that as soon as we arrived at the airport my cousin bought me a can of Lilt, it was a bitter but had a sweet taste. Till this day this drink reminds me of my first English experience of England.

In Glasgow I attended a language centre to better my English before I could attend a mainstream school. In those days bi-lingual classroom assistants did not exist.

6 months later when I started school I could not believe how many courses were available compared to the school I'd attended in Pakistan. To be able to sit on chairs instead of the floor was even a luxury. The school consisted mainly of Pakistani and Arab pupils I was only here for 5 weeks before we moved to Halifax where I had more relatives and a family business that my father could help run.

By the time I started secondary school I had picked up the language and was achieving high grades; there was a lot to learn if I wanted to do well. I studied every day to achieve my goal of becoming someone my family would be proud of. I did well at school and went onto study chemistry at Bradford University.

Having finished at Bradford University I still felt there was something missing, I came from a religious family and my deen was very important to me, I felt there was something bigger than this materialist world we live in and so decided to study Arabic at Leeds University. I studied this to get a better understanding of my religion. Having completed this it had opened up a lot of avenues for me.From a very young age I was always interested in calligraphy, I found Arabic calligraphy was not very well know in this county so I mastered the art of Arabic calligraphy and now I teach this in secondary schools and at Leeds University. Although this is

to Scotland as it was to England.

I stayed with my in-laws for 5 years these times where not easy and I found it very difficult trying to fit into a new family and adapt to the western culture. However I was fortunate I never experienced any animosity. I found the people in Scotland friendly and very accommodating, and with working in the shop I soon picked up speaking English. Business was Alhamdolillah doing well. I eventually had enough money to expand the family business and it wasn't long before we had established a respectable thriving business.

As time went on the community started to develop. More people from Pakistanarrived, it wasn't long after that a masjid was built close by where I started to teach Arabic to the children. I soon became a respectable member of the local community and thrived knowing I could assist and help people.

It was a complete culture shock coming to England, leaving behind some of my family, friends and the familiar surroundings I had grown to love and was so used to. I use to think that many people (regardless of age or gender) feel very nervous and apprehensive about moving to a different county. I feel I adapted quickly to the change of environment. To be honest before I started teaching at the

masjid, a majority of my time was spent building up the family business. I am proud and pleased that I did work as hard as I did, as today Alhamdollillah my family are still running this business and we live a comfortable life.

Life was difficult in Pakistan the amenities were very limited, Scotland provided and opened up a whole new set of opportunities for me. I feel I can call Scotland my home where it gives me great joy in seeing my children and their siblings around me. I thank Allah (swt) for all that I have been blessed with.

send money to my family in Pakistan to help them.
As years have passed I find living in Rochdale has changed in many ways. It has become very multi-cultural with a lot more variety of shops opening. It makes me feel sad when I see that our culture is being watered down but I understand people need to change with times.

Initially I missed Pakistan dearly, I missed my family the freedom to speak Punjabi in public and not feel out of place. Once I got married and had my three children I felt Rochdale become home. I do have the best of both worlds as I speak to family in Pakistan on a weekly basis and visit them every few years.

If I was given the choice again to either live in Pakistan or England I would choose to live in England, as here I got married and had three children. It also meant I could help my family back in Pakistan.
I have many happy memories of Pakistan but when I look back at my life my happiest memories are where I am today with my wife and family. May Allah continue blessing me with fond and wonderful times with my family.

Mohammed Ajmal

My name is Mohammed Ajmal Tariq. I was born in Multan Pakistan. I am 56 years old and I am the eldest of my 4 brothers and 2 sisters. My life in Pakistan was enjoyable and relaxed. Like most families we lived by our means and were content with what we had.

I lived in Pakistan for 28 years. I didn't go to school much and spent most of my day spending time with friends, wasting my life away.

At the age of 28 I came to Scotland. Some of my family had already settled and were running grocery businesses. I knew when I got there I would also be working in the family business. Although I was somewhat apprehensive to leave behind my familiar surroundings, I was looking forward to what life held for me in England.

The journey was long and tiring. I travelled with my dad's brother and his son. We landed at Heathrow airport and then travelled to Scotland. It felt the journey was just as long

I was nervous and scared to leave what I knew as home, I remember the day I left my sisters, aunties and the family. They hugged me and cried so much I felt like I was abandoning them, but knew that being the eldest, I had to do this as my father thought this was best for me.

Once we arrived in England, my cousin's family picked us up and we came to Rochdale. I had to wait a few months as I'd not turned sixteen.

My uncle got me a job in a cotton factory which was walking distance from where I lived, I felt so out of place I didn't know much English but my co-workers were very patient and helpful. For five years I worked nights, checking the machines from 10.00 p.m till 6.00 a.m and I used to get paid £5.50 a week.

At the age of nineteen I also got a day job working in my cousin's garage from 8.00 a.m till 6.30 p.m. I watched and learnt from my cousin how to fix cars.

In 1971 my father and two brothers came to Rochdale from Pakistan, together we rented a house. Although there were still not many Pakistani people in Rochdale at the time, the area we moved into had more Pakistanis than many other areas in Rochdale.

By the age of 22 I had left the factory and started concentrating on developing a business with my cousin in the motor trade. I started to pick up English which made it easy communicating with customers and in everyday life.

A year later I was told I was getting married but I was not allowed to see my wife. A month after I was told about this, I was stood at Rochdale Town Hall getting married. It was a small intimate ceremony.
I soon settled into married life. Initially my two brothers and father lived with me and my wife. A year later, one of my brothers moved to Germany and my father was offered a job in Birmingham and so he moved.

A year later I had saved enough money to put a deposit down for a house (in which my eldest daughter her husband and two children live now).
Within a few years I became the father of three children. Two girls and a boy. I settled into life having my own garage, not having to answer to a boss and knowing all the hours I put into work was going to benefit my family was rewarding.

When I first moved to Rochdale there was only one Pakistani store 'Hajj store'. I never found it difficult to settle in England, as it gave me a proud feeling knowing I could

Mohammed Yunas

I was born in Eldora, Kenya in 1950; I am the eldest of seven siblings. We lived in a moderate sized house, with a garden flourishing with flowers and chickens running around. I used to enjoy running around playing with my brothers and sisters and spending time going out with my granddad -who was a respectable, authoritative figure in the community.

We all went to a mix school, my sisters wore dresses and I wore grey shorts, a white shirt and red tie, the head master was Master Sharma he was an amazing man, I can still recall the wild and wonderful stories he used to share with us.

At home my father worked long hours as an engineer, it was a good job that paid well, due to the long hours he worked, this started causing arguments with my mum and dad. At the age of nine my mum left us and I never heard from her again till many years later.

My father tried his best with us but found it very difficult juggling work and looking after us all, it was decided that we all move to Pakistan, we went in a ship with all our belongings, the journey from Mombasa to Karachi seaport took twenty-one days. From there we took a train to Lahore, it felt never ending and I was excited to meet family I had only ever heard of.

We stayed with my dad's sister and her husband. Life was good in Pakistan being around family, sitting and eating together felt good. I missed the love of my mother dearly, my aunty tried here best to show us the love of a mother that we all missed out. I loved her with all my heart but being ten at the time I did not appreciate all that she did for us at the time. Once I became established myself in England. I went back to meet her many times.

In Pakistan I hardly went to school, I found it difficult to read and write. The teachers were very strict and often beat me with sticks. By the age of fourteen I left school completely. I spent my next year and a half seeking work to help provide for the family.

By the age of fifteen and a half my Father decided to send me to England with my cousin. I was sad to leave all my family behind, but also felt a sense of responsibility to help provide for the family.

I now lived with my husband and his brother in a different part of Rochdale, My husband carried out his duties of a dutiful husband, but I couldn't help sometimes feeling isolated and alone as he worked long hours at Arrow Mill, by the time he would come home he would be too tired to want to talk and communicate much, I use to look forward to the weekend, when he would take me to see my family.

A year later my beautiful daughter was born, then my son and another daughter. I had been blessed with three wonderful children. My life became worthwhile I felt I had a reason to smile, I relished in being a mother.

I never studied in England or socialized much. It wasn't until my children started nursery that I began to make my own friends and started to socialize, occasionally going into town. As I never learnt to drive my husband would take me shopping. Initially I felt very isolated, as I could not understand English and found the shopkeepers would talk loud and slowly to me, as time went by I learnt to speak and read English.

Over the past 39 years, Rochdale has become a very multicultural place to live, although some of my fondest memories remain in Kenya and Pakistan, I call Rochdale my home, as it is where my family are, and to me my home is where the heart is, and mine is with my wonderful family.

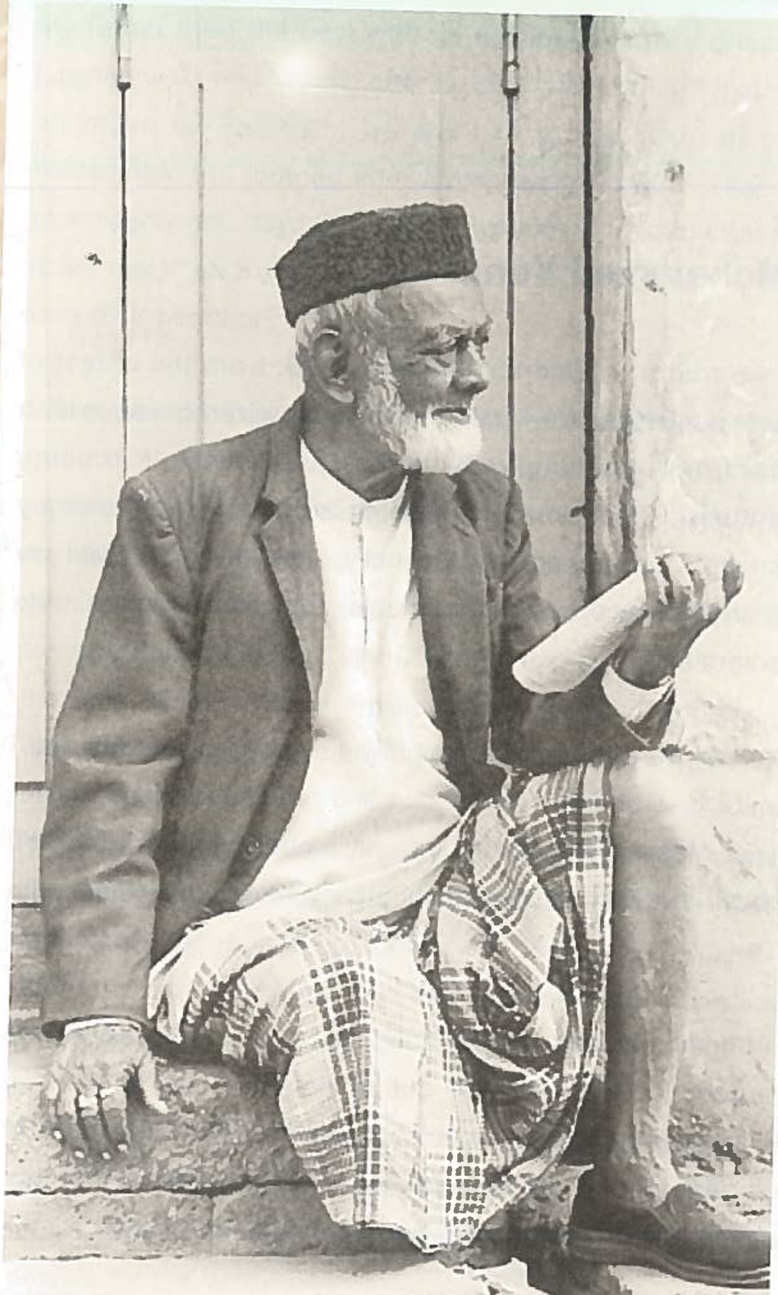

called home and once loved so much that held so many wonderful, fond memories had to be left behind. I knew they would always remain in my heart.

At the age of 13 we moved to Pakistan, we travelled by ship it was exciting and I thought upon this as a new adventure. We stayed in a small village called MiahChanu, zilla Multan, nearby lived my aunties and uncles, it wasn't easy getting used to a different culture, not having the same freedom as I felt I had in Nairobi. I stayed in Pakistan for 3 years, just as I felt I was adapting to life here, my father decided it was time to move, this time to a completely different unknown country. England...

My father went first, he was there for a year working in a cotton mill and sending money back to Pakistan for us to survive, we missed him dearly, and a year later he called us over.

The journey from Pakistan to England was by far the longest journey I felt I had ever taken, it was June 1965, I remember arriving there and seeing the woman wearing short revealing clothes. Everything felt completely different I felt sick to the stomach all I wanted to do was run back home. The people, the atmosphere the noises and even the smell in the environment was different.

A man with my father's friend picked us up. We drove for what seemed like days. I now lived in a smaller house, with a smaller garden and less greenery around then what I was use to, in a town called Rochdale.

I felt enclosed and found it difficult to adapt to this new lifestyle. Gone were the days I could run across to see my aunty and friends. I never used to go out much, my days were spent cooking and cleaning. My only bits of sanctuary were the books I used to read.

My father had made many friends here and seemed quite settled, occasionally he would take us all to the park or we would go to visit family friends.

In 1973 at the age of 23, I remember my mother asking me to look outside the window discreetly; two smart looking men stood talking to my father, unaware of the fact I was spying on them. My mother asked me to choose one of the two, I was taken aback, and I knew from the start that I was going to spend the next chapter of my life with.

Months later I was told I was going to marry the man id seen outside the house, the marriage was a small intimate ceremony that took place in the house. I was heartbroken when I had to say good bye to my family to start my life with a complete stranger. Somebody I hadn't even spoken to, I knew my life would never be the same again.

My misfortunes have made me a strong person and my duas are that I have passed this onto my children and grandchildren.

England is now my home as my family are here. No longer am I the vulnerable timid new bride who came to what at the time was a strange country. Today I have been blessed with wonderful children and grandchildren.

Although the loss of my loved ones remains with me, my family keeps me smiling and I am grateful everyday for what I have.

Rizwana Begum

I was born In Nairobi, Kenya 8th November 1949, I am the eldest of seven siblings, I had a very content and happy childhood, with wonderful memories playing during the day in the fields with my brother, sisters and friends and in the evening helping my mother with household chores.

I went to an 'all Muslim girl's school', I used to feel so proud when I would wear my blue and white uniform, and I studied until the age of ten, then we moved to Nukuoro. It wasn't the same there, I missed my teacher and school friends, I never went to school again and I was left at home with my mother, father and siblings, helping looking after them. My life had changed and although I missed studying I got used to my new routine and was at peace.

In 1962 trouble started emerging, blacks started harassing the non native people, the place I had grown to love wasn't the same anymore and there was a sense of animosity in the air. My father who was a foreman at the train station talked about moving to Pakistan. To leave the country I had

the time, my husband was already in England he had been married before, I was apprehensive about what was expected of me and if I'd get compared to his first wife. And what kind of mother I would be to my husband's two children from his previous marriage.

At the age of fifteen I said a painful good bye to my family, there was so much confusion, I was terrified of the unknown future. I wanted to scream out, ask so many questions before the big move but fright and I guess respect for my elders took over and I remained silent, leaving unanswered questions inside me, I knew this was my best option. My only option. I masked away my fears, when I saw how excited the family was that I was going to go to England, it was what everyone wanted in those days, and it was a prestigious event. I wanted to make my families happiness become reality.

Back in England my husband had already bought a house for which at the time four hundred pounds was a lot of money. The mortgage was one pound fifty.

It was so different from Gujarat and India, the house no longer had swings outside the porch, with green lawns over looking me anymore.

The house was small and so close to the house next door, there was no luxury carpet just cold lino, everything felt so different, there were no helpers any more to help wash the

clothes and cook the food. I remember the water used to be bitterly cold it had to be heated on the log fire to wash the clothes. There was always so much work to do in the house, cooking cleaning looking after my husband and his two children who I grew to love dearly as my own. I went on to have three more children.

I live with the memory everyday of spending six wonderful weeks with my beautiful daughter Jannatul Al Firdos, who died what in today's day is known as cot death.

Living in a strange environment was difficult, people were curious about who we where. I was blessed with lovely neighbours although there was a language barrier, the ladies used to come over for morning tea, although I did not understand much to begin with but through hand gestures and body language the communication became easier. These ladies became my good friends. I improved my English and they got to taste food they'd never eaten before.

My life has had a lot of difficulties throughout I have lost most of my siblings with one sister left. I believe my dear husband and parents watch over me and my remaining family from the heavens above.

I visit my sister once or twice a year in India; we thoroughly enjoy each other's company and spend many hours talking about our childhood days.

Anonymous

I am a converting Muslim from Lahore Pakistan. The person I loved was a Muslim. I got married in Pakistan and then came here. I am still very active for my age and I allow my daughters to cook all types of Asian and English food. I like to wear a white sari as this is what my mother used to wear. Maintaining traditions is still an important part of my life.

I attend mosque regularly and teach the children to read Qur'an. It was hard at first to adopt this new religion but it is now a part of everyday life for me. As you can imagine, I hold many memories, some of which are unpleasant. The memory that is always with me, are the images of my family. Those may always remain just images too.

Zulekha Adam

I was born 1 January 1948 in a place called Bombay as it was known in those days, today people know it better as Mumbai.

I along with my ten sisters and two brothers lived in a town called Goragoan, the house we lived in was of a moderate size, with eight rooms and a large white porch. I along with my brothers and sisters went to school in Mumbai, here I learnt Urdu and English as at home we spoke Gujarat.

My days at school were stress free and carefree. At the age of ten we moved to Gujarat to a place called Kanthoria, the school here was different; here I learnt Gujarat and English, life felt good and I was happy.

Not many years later 10th October 1967 I had my nikahceremony; it wasn't a lavish celebration with all my family and friends around me. All my expectations of my big day had become a distant memory. I was young and naïve and very frightened as to what was happening, my nikah took place through telegraph, as there were no phones at

when they visited us, the apparent wealth of the country convinced them that the education here would be much better.

At home, we speak Urdu as this is our mother tongue of which we are proud of. I have done my utmost to ensure that the children also speak this language.
It is important that tradition is kept alight in our family especially since we live so far away from Pakistan. This applies to clothing and food too.

We go to the local mosque as a family and I am very happy as I can pray 5 times a day. When I first came over here, I really missed Karachi because there was a particular mosque that family and I went to all our lives. Attending the mosque in Rochdale seemed strange and it was a very daunting experience. However, I have made many friends, which settled me in.

I meet and talk to a lot of people that come to the shop and this is where I make most of my friends. Hence, whenever I walk down the street, I always recognise someone and end up talking to them for a long time.

Throughout my time in Pakistan, I have accumulated many memories that I often share with my wife and children. Where is my home? England is my Home.

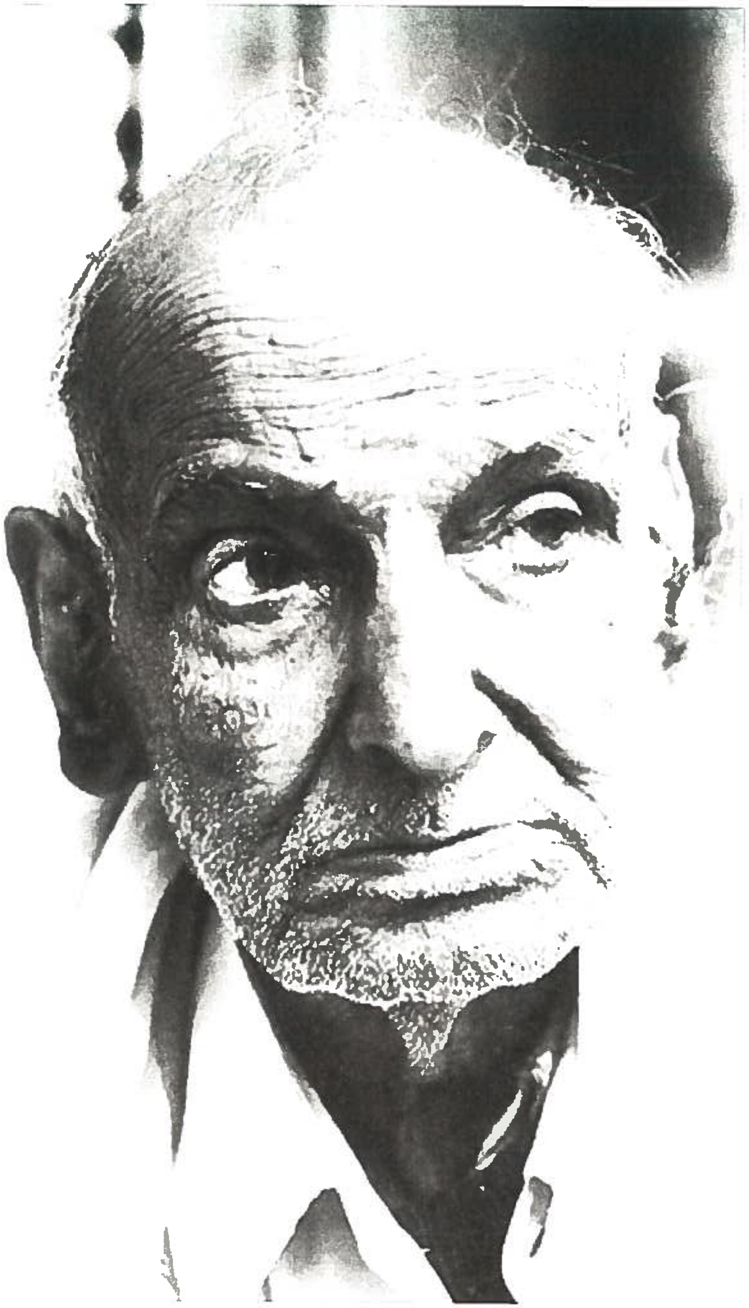

Asghar Khan

I was born in Karachi in 1948. I came to England as I wanted my two sons to go into computing and hence, when they were 10 and 12, I brought my family to England. I could see a better future for them here and had been convinced by many relatives that this was the place to be.

It was sad to make that plane journey because I didn't want to leave my parents, my brothers and sisters. My sons had many cousins too whom they were very close to as they had all grown up together. But I could tell that in the long run, this would be the best option.

Many of my friends who I knew when I was little had come over to Rochdale in the olden days as there were cotton mills and they were thus, able to get a job because it was cheap labour. They strongly recommended this place, as it was very much like home.

As far as I can remember, my family had lived in Pakistan all their lives so migrating to England was fairly difficult for me.

At first, they did not approve of my idea believing me to be ungrateful and ashamed of my country. I managed to open their eyes but it took time for them to see things the way I saw them.

I found it strange when I came to England as I believed that there wouldn't be many Asians here. I had this image of a purely white community society with typical Western ideologies. However, I have since seen that this is not the case and that is why I have carried on living here. I have lived in the same area since I came over in 1970 and have since noticed how at home I feel.

I studied in Pakistan until I was 18. My family couldn't support me any further as my parents had 9 other children to look after so I helped run the family business. When I arrived in England, I didn't pursue my education further and instead, concentrated on my sons.

I knew a bit of English from the start but since my sons go to university, they speak a lot of English to each other and being constantly around them, I tend to pick it up.

The rest of my family is still in Pakistan - none of them wanted to come to England. They didn't understand why I wanted to and they believed it was because I wasn't proud of what Pakistan had become. This was not the case and

Anonymous

I speak little English but I can speak Urdu as well as Punjabi. As I'm on my own, I cook what I like. It is mostly Asian food but I do like experimenting with different styles. I don't really class myself as a practising Muslim but I do believe in God. However, I do not like to define it any further. I pray but I don't attend mosque. I'm a fairly quiet person and have a few close friends who come around very often.

Suresh Mistry

I am not a holy religious man but when accompanied with friends, I do visit the temple and pray as I feel at peace then. I am a Hindu and believe in the religion whole-heartedly. Sometimes, I do wish that I had more time but there just aren't enough hours in the day to work, read and then pray in a temple. This is why I have set up a small shrine at home.

The memories of India that I have are always pleasant. The values that I learnt have stayed with me throughout my life. Back home, family played a big part in my life and for this reason, I do visit India a lot just to make sure I am in touch. Therefore, the memories that I have continue to live on as I adopt the lifestyle as soon as I land on Indian soil.

Razia Banu

Over the past few years, my memories of Pakistan have often intensified as I find myself comparing the way I was brought up, to the way that the children in this society are. There is a lot less discipline nowadays, and this can be said to be both beneficial and a hindrance.

Muhammad Ashraf

I was born in Pakistan in 1941. I decided to come over to England as my children, who settled here, asked for my wife and Ito come. They had settled here as they acknowledged that their respective careers would receive a significant boost if they did. I came to Rochdale in 1996.

The journey took less time than I thought and I slept most of the way. I was also looking forward to seeing my grandchildren most of the time. I came to Rochdale as all my children had settled here with their families.

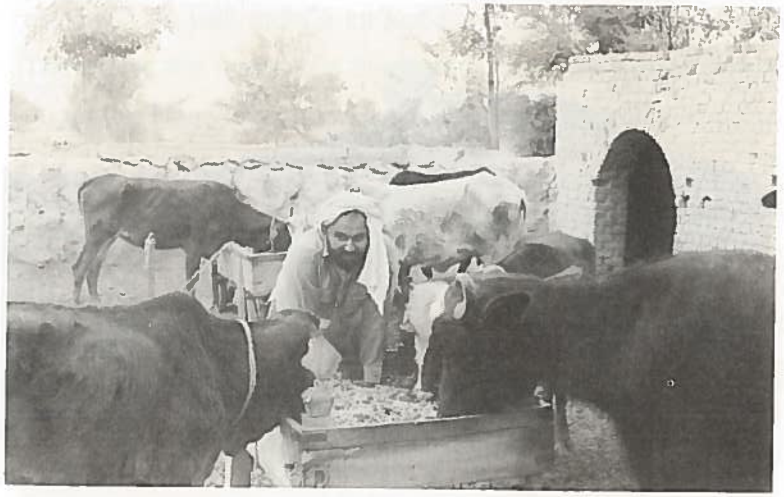

Anonymous

I like the British Government's social services. The help and support they offer to unemployed and disabled people. Nowadays racism and discrimination is no good for us. I have been very active in my community. I have offered my voluntary services as an interpreter. I was a secretary and I am a member of the Kutchi Muslim Association. I was quite active in politics of Blackburn as well. Now, because of my age I am retired and I am spending more and more time with my family and also offering my prayers to Allah.

Future of Asian people is good in Britain, provided they come forward and take educational opportunities, which are available in this country.

A view of the road from Nairobi to Arusha -Tanzania

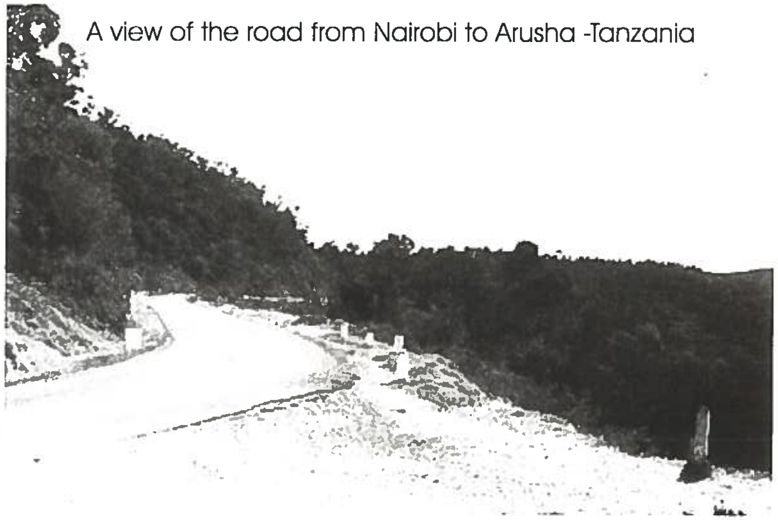

Saqib Ali

When I first moved to England, I found that the lack of culture was hard to comprehend. There seemed to be such a mixture of identities that I didn't know what it meant to be a true British. This did not bother me however, as although I was keen to integrate, I wanted to preserve my Pakistani identity. Although I spoke good English, I found the Northern accent very difficult to interpret. The speed at which people spoke was also very fast and hard for me to follow. However, after a couple of months, I was used to it and I haven't had any problems as yet.

I have built up a huge memory bank over the years and especially remember the friends I made in Pakistan. It is difficult to stay in touch but e-mail has greatly helped me, which I have learned from my grandson.

Muhammad Younus

Yes, I remember the partition of India/Pakistan in1947. The whole village celebrated the Indian & Pakistan Independence Day together. In fact, Pakistan's Founding Father and Father of Nation Mr Mohammed Ali Jinnah who is also known as Quaid-E-Azam came to a nearby village Alipur in1946

In 1955, I decided to come to the UK. I came to Blackburn first with my family. I worked in the Imperial Cotton Mill. I also worked at the India Mill, Darwen then in 1975 I came to Rochdale. The wage was £28.00 per week.

In Britain, I like the Health services and the government you support when you are not working or when you are ill.

not change but concept of home might. We can create better communities if we all - and I mean all strongly believe that England is our Home and our neighbour's pain is our pain.

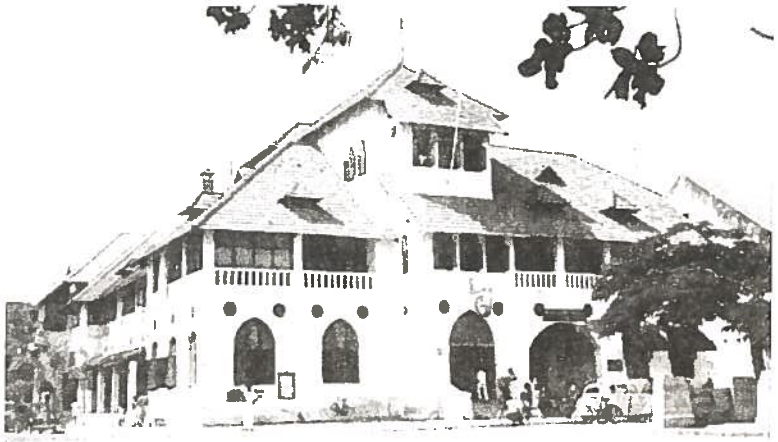

General Post Office, Dar es Salaam

Abdul Ghaffar

I speak most of the African languages, but mainly I can speak Chichewa, Kachhi, and English. I have two sons and one daughter. They are all very well settled here with the blessings of Allah.

When we came, the housing conditions were very bad. We had to use public bath facilities. But community relations were very good. We had no problem whatsoever. Everybody, Asians and British people used to respect each other.

About Britain, I like fairness in British people. It is a good country with justice, freedom and you have no problem practicing your own religion.

JOURNEYS

The theme of the project was to record the memories of people who have come to Rochdale from India, Pakistan, Bangladesh and Africa. The memories have also covered 'Life before coming to Rochdale and life after coming to Rochdale.

The aims of the project were:

To raise awareness of the stories behind the diverse cultural heritage that exists in South Asian communities in Rochdale and why they should be valued.
To develop interest in heritage through activities that help to form oral history group.
To record the memories of people who have come to Rochdale from other countries.
To publish a Book containing stories [bi-lingual] and create an exhibition

The main part of this project was conserving people's memories about their homes.

The project has helped people from different communities to learn and understand each other's cultures.

During the project we had support from RaziaShamim MBE, Pakeeza Women Group, Sabra Siddique, Health Connections Team, KhaldaManzoor, Wardleworth Women Welfare Association, Azhar Shah, Freehold Community Group, Attya Malik, Deeplish Women Group and Suhail Ahmad, Deeplish Community Centre.

The project involved interviewing participants about life in their place of birth, life in Rochdale, their marriage and their concept of HOME.

When we asked participants, what is their concept of Home?
90% said England
5% said [India, Pakistan, Bangladesh]
5% said don't know

Razia Shamim said:

Leaving home can be exciting and a life time experience, especially if we are leaving to live in a foreign country.
We have lived here for more than 50 years. We have our house, business, jobs, children and even our relatives are buried here so our Home is England. Our ethnic origin will

All Rights Are Reserved

Name Book: JOURNEYS
Year: 2012
Publisher: Agha Nisar and MCRC (UK)
Quantity: 1000
Layout: Agha Nisar
Composing: Imran Shanawar

RAIS ACADEMY
25 LONSDALE AVENUE
ROCHDALE
ENGLAND
OL16 5HP
Email: raisacademy@yahoo.co.uk

RAIS ACADEMY

Rais Academy exists to advance the education of the public in the understanding and appreciation of Asian arts and culture and deliver strategic objectives to develop communities and using the arts based activities to encourage participants to explore issues in their lives.

Academy was formed in 1993 to compliment the work of Arts Council and local Health Services. Academy was to fulfil the needs of BME communities in terms of access services. The regular activities of Academy are annual multi-lingual poetry event, Cross culture visual art exhibition, Multi faith food festival and Cultural Awareness Training to agencies. We have small Centre with five rooms for workshops and one mini space reserved for Gallery. We work in partnership with many organisations such as Multicultural Resource Centre, Westbrookhouse Women Association and Deeplish Community Centre. We offer a wide range of workshop programmes in arts and literature. Help local artists to exhibit and publish work in all art forms. Provide training to small groups.

JOURNEYS

Dr. Abdul Kareem Shakoor

(RAIS ACADEMY)

Published By MCRC (UK)